﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک30اکتوبر 2015ء | 16محرم 1437 ہجری قمری ❁ 30اخاء 1394 ہجری شمسی | شمارہ44

امام ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’امام ڈھال ہے جس کی قیادت اور اطاعت میں دشمن سے لڑائی کی جاتی ہے اور دشمن کے حملوں سے بچا جاتا ہے‘‘۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب یقاتل من وراء الامام)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ 2015ء

☆......ہمارا ایمان ہے کہ آنے والا مسیح اور مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہے اور مَیں آپؑ کا پانچواں خلیفہ ہوں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو خدا سے ملائیں اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانے اور لوگوں کو یہ بتائیں کہ بنی نوع انسان کے حقوق کیا ہیں تا کہ ہر کوئی دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ ☆......شدّت پسند گروہوں کے عمل کو اسلام سے منسلک نہ کریں۔ اسے اسلام کے ساتھ منسلک کرنا ناانصافی ہے۔ اگر حقیقی اسلام کے بارہ میں جاننا ہے تو احمدیوں سے سیکھیں اور قرآن کریم پڑھیں۔

(نیشنل اخبار "Reformatorisch Dagblad" کے جرنلسٹ کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو)

مختلف ممالک کے ممبران پارلیمنٹ اور دیگر معزز مہمانوں کی مسجد مبارک دی ہیگ میں آمد۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو

☆......موجودہ دور کا سب سے خطرناک مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے۔ ☆...... سوال کیا جاتا ہے کہ اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو قرآن کریم نے جنگ کی اجازت کیوں دی؟ قرآنی تعلیمات کے حوالہ سے جنگ سے متعلق اسلامی تعلیم کا تذکرہ اور قیام امن عالم کے لئے نہایت اہم مشورے۔

......(حضورانور ایدہ اللہ کی ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ ہاؤس میں آمد اور فارن افیئرز کمیٹی کے زیراہتمام منعقدہ تقریب میں شمولیت۔ حاضرین سے خطاب اور سوالوں کے جوابات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

6اکتوبر 2015ء بروز منگل

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر 45 منٹ پر بیت النور میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق سوا گیارہ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ نیشنل اخبار "Reformatorisch Dagblad" کے جرنلسٹ Jacob Hoekman حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس اخبار کی اشاعت پچاس ہزار ہے اور انٹرنیٹ پر پڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ اس کے علاوہ اس انٹرویو کے ذریعہ نیشنل نیوز ایجنسی بھی اپنی خبر شائع کرے گی۔

نیشنل اخبار "Reformatorisch Dagblad" کے جرنلسٹ کا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو

❁......**جرنلسٹ نے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ پوری مسلمان امّہ کے لیڈر بنیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے۔

حضورانور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور لوگ اسلام کی اصل تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ جب ایسا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعود اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا اور آنے والا مسیح اسلام کو ریفارم کرے گا اور لوگوں کو حقیقی اسلامی تعلیم سے آگاہ کرے گا اور اسلام کی سچی تعلیمات پھیلائے گا اور وہ غلط عقائد جو مذہب سے دُوری کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہوچکے ہیں ان کی اصلاح فرمائے گا۔

ہمارا ایمان ہے کہ یہ آنے والا مسیح اور مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہے اور مَیں آپؑ کا پانچواں خلیفہ ہوں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو خدا سے ملائیں اور دنیا اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانے اور لوگوں کو یہ بتائیں کہ بنی نوع انسان کے حقوق کیا ہیں تا کہ ہر کوئی دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اس مقصد کے لئے ہم مشنری ورک کررہے ہیں۔ تبلیغ کرتے ہیں۔ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیمات پہنچاتے ہیں اور دنیا کو اتحاد اور وحدت کی لڑی میں پرو رہے ہیں تا کہ دنیا ایک ہاتھ پر جمع ہو اور دنیا میں اتحاد پیدا ہو۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔

❁......**جرنلسٹ نے سوال کیا کہ دوسرے مسلمان آپ کی اور آپ کی جماعت کی مخالفت کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اور اس بارہ میں آپ کا ردّعمل کیا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا مسیح اور مہدی آچکا ہے اور ہمارے نزدیک حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ امام مہدی اور مسیح موعود ہیں جبکہ دوسرے مسلمان ابھی انتظار میں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح و مہدی کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ نبی ہوگا۔ ظلّی اور بروزی نبی ہوگا اور نئی شریعت نہیں لائے گا۔ پس ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ظلّی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے مسلمان اس کو نہیں مانتے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین ہیں اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم آخری اور فائنل شریعت ہے۔ آپ کے بعد نئی شریعت کے ساتھ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن آپؐ کی پیروی میں، آپؐ کی غلامی میں بغیر کسی نئی شریعت کے نبی آسکتا ہے۔

❁......**جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کیا دوسرے مسلمان آپ لوگوں کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی جماعت میں شامل ہورہے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ہر سال لاکھوں لوگ ہم میں شامل ہورہے ہیں۔ بڑی تعداد افریقن ممالک سے شامل ہورہی ہے۔ ایشین، عرب ممالک، یورپ اور امریکن ممالک سے بھی شامل ہورہے ہیں۔ اور ان میں شامل ہونے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی ہے۔ قادیان، پنجاب انڈیا میں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں مبعوث ہوئے۔ آپ اکیلے تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو نصف ملین لوگ آپؑ کی جماعت میں شامل ہوچکے تھے اور ان میں ایک بہت بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی۔ جماعت کے قیام کو 125 سال ہوچکے ہیں اور آج ہماری تعداد ملینز میں ہے۔ نصف ملین ہر سال شامل ہورہے ہیں اور یہ آنے والے مسلمانوں میں سے زیادہ ہوتے ہیں اور یہ تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔

❁......**اس سوال کے جواب میں کہ مسلمان آپ کے مخالف ہیں، ان کے ساتھ آپ کیا تعلق رکھتے ہیں؟**

حضورانور نے فرمایا کہ ہم کسی کے خلاف نفرت نہیں رکھتے۔ یہ عام مسلمان لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے علماء کے پیچھے چلتے ہیں۔ لیکن جب سچائی دیکھتے ہیں تو پھر مانتے بھی ہیں۔ ہمارے دل میں کسی کے خلاف نفرت نہیں ہے۔ ہم ہر ایک کے خیرخواہ ہیں اور ہم محبت کی تبلیغ کرتے ہیں۔

❁......**جرنلسٹ نے سوال کیا کہ مَیں خود عیسائی ہوں۔**

عیسائیت میں محبت ایک بنیادی اصول ہے۔ کیا اس لحاظ سے آپ اپنے آپ کو عیسائیت کے قریب سمجھتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ عیسائیوں کو، یہودیوں کو اور سب کو بتادو کہ آؤ اور ہم سب ایک ایسی بات پر اکٹھے ہوجائیں جو ہم سب میں مشترک ہے اور وہ توحید ہے، ایک خدا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم سب میں بہت سی مشترکہ باتیں ہیں ان پر اکٹھے ہوکر ایک دوسرے کی طرف خیرخواہی اور محبت کا ہاتھ بڑھائیں۔ سب سے اہم انسانیت ہے۔ ہمیں انسانیت کی بھلائی کے لئے اور بہتری کے لئے مل کر کام کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کی عزت کریں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔

قرآن کریم نے فرمایا ہے: "لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ" کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ ہم تمام انبیاء اور مذاہب کو مانتے ہیں اور ہر ایک کو عزّت و احترام دیتے ہیں۔ اور ہر جگہ یہی پیغام پہنچاتے ہیں کہ ہر ایک سے محبت اور عزت سے پیش آنا چاہئے خواہ اس کا کوئی بھی مذہب اور عقیدہ ہو۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ سیریا سے مسلمان ریفیوجی یہاں آرہے ہیں جس کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ ان لوگوں کو اسلام کا خوف کیوں ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جس ملک سے یہ ریفیوجی یہاں آرہے ہیں اُس ملک میں شدّت پسند اور انتہاء پسند گروہ ایک دوسرے کو قتل کررہے ہیں جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کا خوف ایک قدرتی امر ہے اور مسلمانوں کے رویّہ کی وجہ سے ہے۔ ان کا خوف اپنی جگہ درست ہے لیکن وہ شدّت پسند گروہوں کے عمل کو اسلام سے منسلک نہ کریں۔ اسے اسلام کے ساتھ منسلک کرنا ناانصافی ہے۔ اگر حقیقی اسلام کے بارہ میں جاننا ہے تو احمدیوں سے سیکھیں اور قرآن کریم پڑھیں۔ قرآن کریم کا یہاں کی ڈَچ زبان میں ترجمہ موجود ہے۔ اگر قرآن کریم کی تعلیمات پر چلیں گے تو پھر انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ یہاں آرہے ہیں وہ کوئی زیادہ مذہبی نہیں ہیں۔ اپنے ملک میں ہونے والے مظالم اور ظلم وستم سے تنگ آکر باہر نکلے ہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ریفیوجی کرائسز کے لئے آپ ڈچ حکومت کی کیا رہنمائی کریں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح اور اصل ریفیوجیز ہیں تو پھر ان کی مدد ہونی چاہئے۔ جو حکومتیں اور انٹرنیشنل تنظیمیں ہیں وہ ان کی مدد کریں اور انہیں یہاں قیام کرنے کا حق ہے جب تک ان کے اپنے ملک میں امن نہ ہو۔ یہاں بے شک ان کا عارضی قیام ہو۔ ان کے ملک کے حالات بہتر ہوں تو پھر ان کو واپس بھجوانے میں ان کی مدد کریں اور پھر ان کے اپنے ملک میں ان کو اسٹیبلش کرنے میں بھی ان کی مدد کریں۔

حضور انور نے فرمایا یہ دیکھیں اور نظر رکھیں کہ یہاں کوئی غلط کام نہ کریں۔ ISIS کے کسی نمائندہ نے جو کہا ہے کہ ہر پچاس افراد پر ہمارا ایک ممبر جا رہا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر حکومت کو بہت محتاط ہونا پڑے گا۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ لوگ خلیفہ کے بارہ میں آجکل سوچتے ہیں تو ان کے ذہن میں ابوبکر البغدادی کا نام آتا ہے۔ آپ اس کو کس طرح دیکھتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی اصطلاح میں خلافت نبوت کے بعد شروع ہوتی ہے اور ایک نبی کے بعد آنے والا خلیفہ اُس نبی کے کام کو جاری رکھتا ہے اور آگے بڑھاتا ہے۔

اب یہاں جو ابوبکر بغدادی کی خلافت کا نام لیا جاتا ہے۔ یہاں تو ہر چیز، ہر بات، ہر عمل اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ فرانس کا ایک جرنلسٹ ان لوگوں سے اپنی جان بچا کر واپس آیا ہے۔ اُس نے بتایا کہ جب مَیں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ جو تم کر رہے ہو یہ قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے تو اس پر ان کا جواب تھا ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے، جو ہم کر رہے ہیں وہی ٹھیک ہے۔ **ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرق نہیں پڑتا۔**

پس ان کا یہ رویّہ اور عمل غلط ہے اور اس کا اسلامی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کوئی مذہب نہیں ہے کہ Might is Right کہ طاقت ہی درست ہے۔ جو طاقتور ہے وہ جو چاہے کرلے۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ ISIS والے قرآن کریم کی آیات کو Quote کرتے ہیں کہ وہ اِس بِنا پر اپنا کام کررہے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مَیں قرآن کریم سے کئی آیات Quote کرسکتا ہوں جن سے ان کی باتیں ردّ ہوتی ہیں۔ یہ لوگ قرآن کریم کی غلط تشریح کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کچھ دن قبل یوکے کے ایک اخبار "Evening Standard" کے ایک جرنلسٹ نے ایک آرٹیکل لکھا اور اس کا عنوان یہ لگایا:

"Our own London Caliphate is doing nothing but good".

"ہمارا اپنا خلیفہ لندن میں ہے اور صرف اچھا کام کررہا ہے۔ ہم اس خلیفہ کو کیوں نہ Follow کریں۔ جماعت کے جلسہ میں 35 ہزار لوگ اکٹھے ہوئے اور یہاں صرف امن، رواداری اور بھائی چارہ کی باتیں ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو مسلمان نہیں ہے اور اس نے از خود یہ لکھا ہے۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں اسلام کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن اسلامی فقہ کہتا ہے کہ ان کو قتل کردینا چاہئے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جہاں تک یہ کہا جاتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ درست نہیں ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اس بات کو ردّ کرتی ہیں۔ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی اسلام قبول کرے اور پھر چھوڑ دے اور اس کے بعد پھر قبول کرلے اور چھوڑ دے اور پھر قبول کرے اور چھوڑ دے تو اس کو کچھ نہ کہو، اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگلے جہان میں خداتعالیٰ خود اس سے سلوک کرے گا۔

اگر کوئی شخص اپنے حالات، رشتہ داروں اور سوسائٹی کے خوف کی وجہ سے اسلام کو چھوڑتا ہے تو تم اس کو چھوڑ دو۔ خداتعالیٰ اس کے بدلہ میں بہت سے ایسے لوگ عطا کرے گا جو نیک ہوں گے اور اپنے ایمان میں زیادہ مضبوط ہوں گے۔ اور لوگوں سے، رشتہ داروں سے اور سوسائٹی سے بالکل خوف نہ کھائیں گے۔

پس یہ کہنا کہ جو اسلام کو چھوڑتا ہے اس کو قتل کردو، بالکل غلط ہے اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اگر قتلِ مُرتد صحیح ہوتا تو رشتہ داروں اور قبیلے کی بجائے اسلام کا خوف زیادہ ہونا چاہئے تھا۔

❁...... **جرنلسٹ کے اس سوال پر کہ آپ بائبل کو کیسے دیکھتے ہیں؟** حضور انور نے فرمایا کہ بائبل میں چند ایک آیات ایسی ہوں گی جو اصل تعلیم کے مطابق ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی جاسکتی ہیں۔ بائبل میں بہت ساری آیات ایسی ہیں جو حضرت عیسیٰ کی تعلیمات نہیں ہیں اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ سو فیصد نازل ہوئیں۔ بعد میں Saints کی بہت ساری باتیں بائبل میں آگئی ہیں۔ بعض آیات حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور بعض ان کے پیروکاروں کے ریفرنس کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔ مختلف Saints کی کوٹیشن بائبل میں زیادہ ہیں بنسبت ان تعلیمات کے جو حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ تورات اور بائبل کی جو سچی تعلیمات ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ قرآن کریم نے ان کا ذکر کیا ہے اور ہم اس کو مانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ وقت کے ساتھ ساتھ تعلیمات تبدیل ہوئیں۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے صرف ان تعلیمات کا ذکر کیا ہے جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ آج تک کوئی سکالر یہ ثابت نہیں کرسکا کہ قرآن کریم میں کوئی تبدیلی ہے۔ بارھویں، تیرھویں صدی کے لکھے ہوئے قرآن کریم موجود ہیں۔ اب گزشتہ دنوں چھٹی ساتویں صدی کا لکھا ہوا قرآن کریم بھی ملا ہے۔ کہیں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم نے تو یہ اعلان کیا ہے اور سب مذاہب والوں کو مخاطب کرکے کہا کہ آؤ ہم سب اُس بات پر اکٹھے ہوجائیں جو ہم سب میں مشترک ہے اور وہ خداتعالیٰ کی توحید ہے۔ ہم بجائے آپس کے حسد کے، اختلافات کے، اس ایک بات پر اکٹھے ہوں اور باہم مل کر کام کریں۔

❁...... **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آج آپ نے پارلیمنٹ میں جانا ہے، وہاں سیاستدانوں کو جو پیغام دینا ہے وہ کیا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہی پیغام ہے کہ آؤ مل کر ہاتھ ملا کر دنیا میں امن کے لئے قائم کریں اور یہ دنیا کی اس وقت فوری ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں کئی سالوں سے دنیا کو وارننگ دے چکا ہوں کہ ہم بڑی تیزی سے عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور اب ہم بالکل نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ رشین ایئرفورس نے ترکی بارڈر کے قریب حملہ کیا ہے۔ NATO نے جواباً بڑی سخت زبان استعمال کی ہے۔

❁...... **جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا اور اسلام کے درمیان جنگ ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ میڈیا کا اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ ہے۔ مسلمانوں کی زیادہ تعداد امن پسند ہے اور مغربی دنیا کے خلاف نہیں ہے اور ان کا شدّت پسندی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مڈل ایسٹ میں مسلمان، مسلمان سے لڑ رہا ہے۔ سیریا میں اب رشیا نے ایئر اٹیک کیا ہے اور رشیا کہتا ہے کہ مَیں حکومت کی مدد کررہا ہوں اور حکومت کے مخالف گروہوں پر حملہ کیا ہے۔ دوسری طرف امریکہ اُن رائبلز کی مدد کررہا ہے جو حکومت کے مخالف ہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ ان رائبلز کے حقوق مارے گئے ہیں۔ اب یہ دونوں طاقتیں مسلمانوں کی مدد کررہی ہیں اور یہ مسلمان ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ یہ جنگ کوئی مذہبی لڑائی نہیں ہے اور اسلام کو ختم کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ مغربی دنیا اور اسلام کے درمیان جنگ ہے۔

❁...... **جرنلسٹ نے ایک سوال یہ کیا کہ کیا اس جنگ کی وجہ سے جو آجکل ہورہی ہے اسلام تیزی سے پھیلے گا؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ جب لوگوں کو سمجھ آئے گی کہ یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ اسلامی تعلیمات کو بھلادیں گے اور اسلام کا نام رہ جائے گا۔ آج یہی وہ زمانہ ہے جس میں اسلام کی ایسی حالت ہوچکی ہے اور لوگ اس کو سمجھ رہے ہیں، جان رہے ہیں اور ہمارے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔

❁...... **جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ کیا آپ کا ارادہ ہے کہ ہالینڈ میں مزید مساجد بنائیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جس طرح ہم یہاں بڑھ رہے ہیں۔ ہم مزید مساجد بنائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

....

یہ انٹرویو گیارہ بج کر 45 منٹ پر ختم ہوا۔ آخر پر جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

الٰہی جماعتوں کی تاریخ میں بعض دن ایسے بھی آتے ہیں جو اپنی خصوصیت کی وجہ سے غیرمعمولی اہمیت اختیار کرجاتے ہیں اور آنے والے انقلاب کے لئے سنگ میل بنتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آج ایک اور ایسا دن آیا جو انشاء اللہ آئندہ عظیم الشان انقلاب اور فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا اور ہالینڈ کی سرزمین پر بھی جماعت احمدیہ کے لئے ترقیات کے نئے باب کھولے جائیں گے۔

برّاعظم یورپ کی سرزمین پر آباد ممالک کی نیشنل پارلیمنٹس میں سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 22/اکتوبر 2008ء کو برٹش پارلیمنٹ میں تشریف لے گئے اور وہاں اپنا ایڈریس پیش کیا۔ پھر اس کے بعد 4/دسمبر 2012ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یورپین پارلیمنٹ میں تشریف لاکر اپنا تاریخی خطاب فرمایا۔

آج حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں حکومت ہالینڈ کی فارن افیئرز کمیٹی (Foreign Affairs Committee) کی طرف سے ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام کے مطابق نن سپیٹ (Nunspeet) سے مسجد مبارک ہیگ (Den Haag) کے لئے روانگی تھی۔ آج کی تقریب میں شرکت کے لئے ہالینڈ کے علاوہ یورپ کے دوسرے ممالک سے جو ممبران پارلیمنٹ اور بعض دیگر حکام اور مہمان آئے ہوئے تھے ان سب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا پروگرام مسجد مبارک ہیگ میں رکھا گیا تھا۔ اس ملاقات کے پروگرام کے بعد پھر یہاں سے پارلیمنٹ کے لئے روانگی تھی۔

بارہ بج کر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور نن سپیٹ سے مسجد مبارک ہیگ کے لئے روانگی ہوئی۔ نن سپیٹ سے ہیگ کا فاصلہ 130 کلومیٹر ہے۔ ایک بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد مبارک دی

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 372

مکرم محمد امین الراقی صاحب (1)

گزشتہ چند اقساط میں ہم نے دوفوجی آفیسرز کے احمدیت کی طرف سفر کا احوال نذرِقارئین کیا ہے جنہیں ایک عرب ملک میں قبول احمدیت کے ’’جرم‘‘ میں نہ صرف نوکری سے فارغ کر دیا گیا بلکہ انہیں قید و بند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا۔اس قسط میں ان کے تیسرے ساتھی کے احمدیت کی طرف سفر کا احوال بیان کیا جائے گا۔

مکرم امین صاحب بیان کرتے ہیں: میری پیدائش ایک متدین گھرانے میں ہوئی میرے والد صاحب جزیرہ عربیہ کے بعض قبائلی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک صوفی طریق سے وابستہ تھے۔کم تعلیمیافتہ ہونے کے باوجود انہیں بہت سی احادیث زبانی یاد تھیں، نیز تلاوت قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے واقعات کے مطالعہ، ان کے بیان کرنے اور سننے کے دوران بہت روتے۔سب کے ساتھ محبت اور احترام کے تعلق نے انہیں ہر دلعزیز شخصیت بنا دیا تھا۔

امام الزمان ظاہر ہو چکا!

کئی دفعہ وہ مساجد اور صوفیوں کے حلقۂ ذکر میں مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ مجھے یاد ہے کہ والد صاحب نے اپنے صوفی مرشدوں سے ایک مقولہ سیکھا ہوا تھا جسے وہ بکثرت دہراتے رہتے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ’’بکثرت ذکر الٰہی کرو اور نمازوں کی حفاظت کرو کیونکہ امام الزمان ظاہر ہو چکا ہے۔‘‘ میں ان سے اس مقولہ کے بارہ میں پوچھتا تو وہ کہتے کہ انہیں اس کی حقیقت کا علم نہیں، جبکہ اپنے صوفی مرشد سے اس کے بارہ میں پوچھنے میں ان کی حد درجہ عقیدت حائل ہو جاتی تھی۔

دو رؤیا۔ دو خبریں

میں نے 13 سال کی عمر میں ایک شخص کو خواب میں دیکھا جسے لوگ اپنے کندھوں پر اٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے۔میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ اللہ کا نبی محمدؐ ہے۔اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہوا تو مَیں پسینے میں شرابور تھا۔

اسی عرصہ میں مَیں نے ایک اور رؤیا میں دیکھا کہ میں دو نامعلوم آدمیوں کے ساتھ کھڑا ہوں۔ہم سب نے فوجی لباس پہنا ہوا ہے ایسے میں حاکم وقت ہمارے قریب سے گزرتا ہے اور ہمارے فوجی رُتبے بدل دیتا ہے۔

یہ رؤیا اگرچہ میں نے 13 سال کی عمر میں دیکھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک پیغام اور آئندہ کی خبر لئے ہوئے تھے اور پھر خدا کے فضل سے یہ رؤیا جلد پورے بھی ہو گئے۔

ایک رؤیا کی تعبیر

مَیں نے فوج کی نوکری کے بارہ میں کبھی سوچا بھی نہ تھا اور نہ ہی اس میں کوئی دلچسپی تھی لیکن حالات کچھ اس نہج پر چلے کہ میں نے کیڈٹ کالج میں داخلہ لے لیا۔یہاں پر آتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ بعض نوجوان اثر ورسوخ کی وجہ سے انٹری ٹیسٹ کے بغیر ہی داخل ہو گئے ہیں۔بعض کے ساتھ ان کے خاندانی ناموں اور ان کے رشتہ داروں کے بڑے بڑے عہدوں کی بناء پر غیر معمولی عزت واحترام کا سلوک کیا جارہا تھا۔ میں نے یہ دیکھ کر ایک دفعہ تو کیڈٹ کالج سے بھاگنے کا فیصلہ کرلیا لیکن والدین پر اس کے برے اثر کے بارہ میں سوچ کر اپنا ارادہ تبدیل کرلیا کیونکہ اسی عرصہ میں میرے والد صاحب کو ذیابیطس کی تکلیف بھی ہوگئی اور انہوں نے کام چھوڑ دیا جس کی بنا پر اپنے اہل خانہ کی ماہانہ مدد میرے فرائض میں شامل ہوگئی۔

چار سالہ کورس کے دوران مَیں نفسیاتی اور روحانی طور پر مزید بے سکونی کا شکار ہوگیا۔میں نمازوں کی حفاظت بھی نہ کرسکا، نیز سریع الغضب ہونے کے ساتھ ساتھ بعض جذباتی کیفیات کے زیراثر آگیا۔ایسے میں تاریخ اور صوفی ازم کے بارہ میں کتب کے مطالعہ میں کسی قدر راحت کا سامان میسر آتا تھا۔

دینی رجحان باعث تعجب بن گیا!

چار سالہ کورس کے بعد گو میں آفیسر بن کر اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے پُرعزم تھا لیکن روحانی اعتبار سے میرے اندر ایک عجیب خلا پیدا ہو چکا تھا۔ بظاہر مسلمان ہونے کے باوجود حقیقتِ اسلام سے کوسوں دور اُس ماحول میں اکثر فوجی اور آفیسرز میرے بارہ میں حیرانگی کا اظہار کرتے تھے کہ یہ نوجوان ہے، عام فوجی کی بجائے ایک آفیسر ہے پھر بھی اسے نمازوں اور تلاوت قرآن کی فکر لاحق ہے۔وہ مجھے ابو جہان یاسین صاحب کی مثال دیتے ہوئے کہتے کہ وہ ایک غیر معمولی آفیسر تھا اللہ نے اسے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا لیکن دینی جانب میلان اسے لے ڈوبا اور بالآخر اس کا تبادلہ کر دیا گیا۔تم بھی اسی لائن پر چل رہے ہو اور سی آئی ڈی تمہارے پیچھے بھی لگ جائے گی۔

خیر کا پہلو

الغرض اسی دینی میلان کی بنا پر میرے آفیسرز کے ساتھ تعلقات خراب ہونے لگے اور بالآخر میری تبدیلی ایک ایسی رجمنٹ میں کردی گئی جو فوجیوں کے ’’مغضوب علیہم‘‘ کے نام سے مشہور تھی۔یعنی اس میں اکثریت ایسے جوانوں کی تھی جنہیں کسی سزا کی بنا پر یہاں منتقل کیا گیا تھا۔ میں نے ابتدا میں تو اس رجمنٹ میں اپنی تبدیلی کو توہین اور ظلم سے تعبیر کیا لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو برا سمجھو لیکن اللہ نے اس میں تمہارے لئے خیرِ کثیر رکھی ہو، ایسا ہی میرے ساتھ ہوا۔ یہ نئی رجمنٹ میرے لئے باعث امن وراحت ثابت ہوئی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہاں میرا ابو جہان یاسین سے بھی تعارف ہو گیا جن کے بارہ میں مجھے سابقہ رجمنٹ میں بتایا گیا تھا۔

جماعت سے تعارف

2009ء کے وسط میں یاسین صاحب نے میرے ساتھ جماعت احمدیہ کے بارہ میں بات کی۔میں اس کے ساتھ رہ کر اور اس کی باتیں سن کر اس کی عقلی پختگی، وسعت نظری اور عمیق فکری کا قائل ہو چکا تھا۔ جماعت کے بارہ میں اس کے بیان سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ان خیالات کا قائل ہے۔اس نے مجھے ایم ٹی اے کی فریکوئینسی دی اور اس کے پروگرام دیکھنے اور مزید تحقیق کرنے کا مشورہ دیا۔

دوسرے رؤیا کی تعبیر

میں نے پہلی بار ایم ٹی اے لگایا تو اس پر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصویر دکھائی جارہی تھی جسے دیکھتے ہی مجھے اپنا رؤیا یاد آ گیا جس میں ایک شخص کو لوگ اٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف کررہے تھے اور میرے پوچھنے پر بتایا تھا کہ یہ نبی محمدؐ ہے۔خواب میں دکھائی جانے والی یہ شخصیت حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ہی تھی۔

میں نے جب اس رؤیا کی تعبیر دیکھی تو یقین ہوگیا کہ یہ شخص سچا ہے۔میں ایم ٹی اے کے پروگرام مزید دیکھتا رہا۔ مجھے اس کے ذریعہ ہی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو ظاہر فرما دیا ہے اور دجال کے ساتھ جنگ کا آغاز ایک صدی قبل ہندوستان سے ہو چکا ہے۔میں نے عربی ویب سائٹ دیکھی تو وہاں پر موجود دیگر کتب کے علاوہ تفسیر کبیر سے بہت متاثر ہوا۔

زندگی کا اہم موڑ

مئی 2010ء میں لاہور کی دو احمدی مساجد میں دہشتگردی کا جو واقعہ ہوا وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا تو ایک اہم باب ہے ہی، یہ واقعہ میری زندگی کا بھی اہم موڑ ثابت ہوا۔اس واقعہ کو عرب میڈیا نے بھی رپورٹ کیا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ سب نے یہی نقل کیا کہ قادیانیوں کی عبادتگاہ میں یہ واقعہ ہوا ہے۔کسی کو ان مساجد کو مساجد کا نام دینے کی توفیق نہ ملی۔ میڈیا کی بے حسی کو دیکھ کر میرے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ میں احمدی نہ ہونے کے باوجود احمدیوں کے غم میں رو پڑا۔ میرے دل میں احمدیوں کے متعلق ہمدردی کے جذبات امڈ آئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً یہ جماعت سچی ہے جو اپنے عقیدہ کی وجہ سے اس طرح کے ظلم کا شکار ہے کہ ان کی مسجد کو بھی مسجد کا نام نہیں دیا جا رہا۔

راستہ کے تعیّن کے لئے استخارہ

پھر احمدی عقائد وافکار میرے دل میں اس قدر گھر کر گئے کہ میں دینی امور کے بارہ میں احمدیت کے نقطۂ نظر سے ہی بات کرتا۔ لیکن اسی سال مجھے علم ہوا کہ مکرم توفیق صاحب کو جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق رکھنے کے جرم میں تفتیش کے لئے بلایا گیا ہے۔اسی طرح 2011ء کے وسط میں مجھے معلوم ہوا کہ مکرم یاسین صاحب بھی احمدیت کی وجہ سے کئی قسم کی مشکلات کا شکار ہیں لیکن دونوں سچائی پر قائم اور ایمان کی حفاظت کے لئے ہر مشکل سے گزرنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ یہ جاننے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب میں ایک ایسے چوراہے پر آ کھڑا ہوں جہاں مجھے آگے بڑھنے کے لئے اپنے راستے اور جہت کا تعین کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ میں دل سے حضرت امام مہدیؑ کی صداقت کا قائل تھا لیکن بیعت نہ کی تھی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ صداقت کا قائل جب تک کہ بیعت نہ کرے مومن نہیں کہلا سکتا اس لئے مجھے اس بارہ میں فیصلہ کر لینا چاہئے۔ میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر اور سمیع وبصیر ہے اس لئے مجھے اس سے دعا کرنی چاہئے تا وہ میری اس حالت میں راہنمائی فرمائے۔ چنانچہ یہ سوچ کر میں نے استخارہ شروع کیا جو ایک ماہ تک جاری رہا جس میں خدا کی عبادت اور عالمِ روحانی کی عجیب لذتوں سے آشنائی ہوئی۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ رؤیا دکھایا جس کے بعد میرے لئے بیعت کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

مسحور کن رؤیا اور بیعت

مَیں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر میں اپنے بھائی اور اس کے ایک دوست کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ایسے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور رضی اللہ عنہ کی شکل تبدیل ہو جاتی ہے اور ایسے لگتا ہے کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر کچھ کچھ دیر کے بعد اس ایک ہی شخصیت میں کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا عکس نظر آتا ہے تو کبھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا۔میں اس مسحور کن منظر سے بہت لطف اندوز ہوتا ہوں اور والہانہ آگے بڑھ کر حضور انور کا دستِ مبارک تھام کر چومنے لگتا ہوں۔اس وقت خواب میں ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ میں بیعت تو کر رہا ہوں لیکن اس کی وجہ سے مجھے ابتلا سے بھی گزرنا ہوگا۔

اس رؤیا سے جہاں بیعت کے لئے مجھے انشراح صدر عطا ہوا وہاں ابتلا کی صورت میں پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ نے حوصلہ اور ثبات قدم کے لئے عزم بھی بخش دیا۔ چنانچہ رؤیا کے کچھ عرصہ بعد ہی مَیں نے بعض احمدی احباب سے رابطہ کر کے فروری 2012ء میں اپنی بیعت ارسال کردی۔

ابتلا اور ثباتِ قدم کے سامان

مارچ کے شروع میں مکرم توفیق صاحب کو جماعت کے ساتھ تعلق کے جرم میں مزید تفتیش کیلئے بلایا گیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ بیعت کے بعد اب ابتلا کا مرحلہ شروع ہونے والا ہے اور مجھے بھی کسی وقت بلایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جون میں میری باری بھی آ گئی۔اس عرصہ میں مجھے ایک جیل میں منتقل کردیا گیا جہاں مجھ سے پہلے یاسین صاحب بھی موجود تھے۔اس جیل میں آ کر پہلا رؤیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھایا وہ نہایت ہی اطمینان بخش تھا۔مَیں نے دیکھا کہ مَیں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہوں اور معیّن طور پر یہ آیت پڑھ رہا ہوں: لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْا...... (آل عمران: 113-112) یعنی: وہ تمہیں معمولی تکلیف کے سوا ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔اور اگر وہ تم سے قتال کریں گے تو ضرور تمہیں پیٹھ دکھا جائیں گے۔پھر وہ مدد نہیں دیئے جائیں گے۔ان پر ذلّت (کی مار) ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے۔

اس رؤیا میں بھی خدا کی طرف سے خاص بشارتیں دی گئی تھیں اور ہمت بندھائی گئی تھی۔ گو اس جیل میں ہمیں 90 دن کے لئے بند کیا گیا تھا لیکن مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ ہم یہاں پر اپنی سزا پوری نہیں کریں گے۔ یاسین صاحب کے خوابوں کا بھی لب لباب یہی تھا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا اور محض 40 دن کے بعد ہی ہمیں یہاں سے نکال کر واپس اپنی رجمنٹ میں بھیج دیا گیا۔

ہر مرحلہ پر واضح رؤیائے صالحہ کے ذریعہ راہنمائی اور پھر ان رؤیا کا مختصر عرصہ میں پورا ہو جانا ہمیں ایمان اور ثابت قدمی میں بڑھاتا جا رہا تھا۔ (باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

اسلامی نماز

(حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

قسط نمبر 3۔آخر

صلوٰۃالخوف

جب نماز ایسے خوف کے وقت پڑھی جائے کہ نماز پڑھی تو جاسکتی ہو لیکن پورے اطمینان سے نہ پڑھی جاسکتی ہو جیسے مثلاً جنگ کا میدان ہو اور عملاً لڑائی نہ ہو رہی ہو لیکن دشمن حملہ کی تیاری میں ہو یا حملہ کا خوف ہو تو اس صورت میں کئی طرح نماز میں تخفیف جائز ہے۔ ایک مسنون طریق یہ ہے کہ ایک حصہ امام کے ساتھ دو رکعتیں اور زیادہ خطرہ ہو تو ایک رکعت ادا کرے۔ دوسرا حصہ دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے۔ جب پہلا حصہ ایک یا دو رکعت جیسا بھی موقعہ ہو ختم کرے تو جو حصہ کھڑا تھا وہ امام کے پیچھے آجائے اور پہلا پیچھے ہٹ کر دشمن کی طرف منہ کر کے کھڑا رہے۔ اگر دشمن قبلہ کی طرف ہو تو بہرحال سب کا منہ ایک ہی طرف ہوگا(مسلم جلد اول کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الخوف)۔اس نماز کی مختلف صورتیں ہیں جو گیارہ تک پہنچتی ہیں اور خطرہ کی مختلف حالتوں کے مطابق ہیں۔ اس جگہ ان سب کے بیان کا موقعہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ نماز باجماعت کا حکم خطرہ جنگ کی صورت میں مختلف صورتوں کے مطابق جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں بدلتا رہے گا۔ اس نماز کا ذکر قرآن کریم میں سورہ نساء رکوع 15 میں آتا ہے۔

اس کے علاوہ جب خطرہ شدید ہو اور سواری پر یا پیدل دوڑ کر دشمن کے مقابلہ کے لئے جانا پڑے یا پیچھے ہٹنا پڑے تو سواری پر ہی یا دوڑتے ہوئے بھی نماز جائز ہے اور اسے جلدی جلدی ادا کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اس کا ذکر بھی سورۂ نساء کے رکوع 15 میں آتا ہے۔

نماز قبلہ رُخ ہو کر پڑھی جاتی ہے۔ یعنی جہاں بھی کوئی ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے جو کہ مکّہ مکرمہ میں ہے کھڑا ہوتا ہے۔ اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں کی توجہ ایک مرکز کی طرف جمع ہو جاتی ہے۔

یہ کعبہ کی طرف منہ کرنا اس لئے نہیں کہ اسلام نے کعبہ کو کوئی خدائی صفت دی ہے بلکہ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے...... ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ کسی نہ کسی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم باجماعت نماز کے لئے ضروری تھا۔ اگر کوئی خاص جہت مقرر نہ کی جاتی اور صفوں میں کھڑے ہو کر ایک جگہ پر لوگ نماز نہ پڑھ سکتے، کسی کا منہ کسی طرف ہوتا اور کسی کا کسی طرف تو نماز جماعتی عبادت کس طرح بنتی؟ پس جب جماعتی عبادت کے لئے کسی نہ کسی طرف منہ کرنا ضروری تھا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا جس کی نسبت اسلام کا وعدہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا یہی ہے (آل عمران آیت 96) یہ گھر حضرت ابراہیمؑ سے بھی پہلے کا بنا ہؤا ہے مگر حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کسی وقت منہدم ہو گیا تھا جس پر خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے اسماعیل کی مدد سے اسے دوبارہ بنایا(بخاری جلد 2 کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی)۔حضرت اسماعیلؑ ابھی بچّہ ہی تھے کہ انہیں ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مقام کی خدمت اور اس میں ذکر الٰہی جاری رکھنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ مکّہ میں چھوڑ گئے تھے۔(بخاری جلد 2 کتاب بدء الخلق باب یزفون النسلان فی المشی)۔اور اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی تھی کہ کسی وقت یہ مقام تمام سچے پرستاروں کا مرکز ہوگا (سورہ بقرہ آیت 125 و حج آیت 26)۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی پوری کی (سورہ بقرہ آیت 129 و سورہ جمعہ آیت 2) اس لئے اسی مقام کو مسلمانوں کے ظاہری اجتماع کا مرکز بنایا گیا تا انہیں ہمیشہ وہ فرض یاد رہے جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے جماعت مسلمین کے قیام کی غرض کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔

اس کا ثبوت کہ کعبہ عبادت کا حصہ دار نہیں صرف اجتماع کا ذریعہ ہے، یہ ہے کہ جب چلتی ہوئی کشتی یا کسی دوسری سواری میں نماز ادا کرنی پڑے تو ایک دفعہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر لینا کافی ہوتا ہے۔ اس کے بعد سواری کا منہ کدھر بھی ہو جائے نماز میں خلل نہیں پڑتا (ترمذی جلد اول ابواب الصلوۃ باب الصلوۃ الی الراحلۃ و ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب التطوع علی الراحلۃ) اور جب کعبہ کی طرف کا علم نہ ہو سکے تو نماز معاف نہیں ہو جاتی بلکہ جدھر منہ کر کے بھی نماز پڑھ لی جائے جائز ہے بلکہ ضروری ہے کہ نماز پڑھے خواہ کدھر ہی منہ کر کے نماز پڑھے(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاءِ فی الرجل یصلی لغیر القبلۃ فی الغیم)

اگر وضو اور تیمّم دونوں نہ کر سکے تو اس صورت میں بھی میرے نزدیک نماز ادا کر سکتا ہو تو ادا کر لے۔ جیسے مثلاً جہاز غرق ہو جائے اور کوئی شخص لائف بلْٹ پہن کر سمندر میں کود پڑے اور عرصہ تک اسے بچانے والا کوئی نہ آوے تو نہ یہ وضو کر سکے گا نہ تیمّم۔ اس صورت میں اس کا اشارہ کے ساتھ ہی نماز پڑھ لینا درست ہوگا اور جن فقہاء کے نزدیک اس طرح پانی میں ہونا وضو ہی کا مترادف ہے ان کے خیال کی رُو سے تو اس کا وضو ہی ہوگا کیونکہ وضو والے سب اعضاء دُھل چکے ہوں گے۔

نماز کی شکل میں حکمت

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ مقرر کئے گئے ہیں یہ ایک رسمی سی بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ہیئتوں کے اختیار کرنے میں خاص حکمتیں ہیں جو نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں اور نماز کا اُن پر مشتمل ہونا اسے ایک رسمی عبادت نہیں بناتا۔ ان ہیئتوں پر اس کا مشتمل ہونا اسے روحانیت کے لئے مکمل بناتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ انسانی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو رونی صورت بنائے اس کی آنکھوں میں کچھ دیر کے بعد آنسو آجاتے ہیں اور دل بھی غمگین ہو جاتا ہے اور جس غمگین آدمی کے پاس بیٹھ کر لوگ ہنسیں او راسے ہنسائیں تھوڑی دیر کے بعد اس کے دل پر سے غم کا اثر کم ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے اُلٹ یہ بھی ہوتا ہے کہ دل کے غم اور خوشی کا اثر انسان کے چہرہ اور دوسرے اعضاء پر پڑتا ہے حتیٰ کہ بعض دفعہ ایک رات کے صدمہ سے بعض لوگوں کے بال تک سفید ہو گئے ہیں۔ اس طبعی قانون کے مطابق اسلام نے عبادت الٰہی میں چند جسمانی افعال بھی شامل کئے ہیں تا کہ وہ ظاہری ہیئتیں جو ادب کا اظہار کرتی ہیں اس کے باطن میں بھی اسی قسم کا جذبہ پیدا کر دیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ادب اور احترام کے اظہار کے لئے مختلف اقوام نے مختلف شکلوں کو اختیار کیا ہے۔ بعض قوموں میں ادب کے اظہار کا طریق یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض قوموں میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ادب کے اظہار کی علامت ہے۔ بعض میں رکوع کی طرح جھک جانا ادب کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور بعض قوموں میں سجدہ کے طور پر گر جانا ادب کے انتہائی اظہار کے لئے علامت مقرر کیا گیا ہے۔ اور بعض قوموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنا انتہائی ادب کے لئے علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے مختلف اقوام میں عبادت کے وقت ان مختلف صورتوں کو اختیار کیا جاتا ہے۔ ایرانی لوگ اپنے بادشاہ کے سامنے جسے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر قرار دیتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے۔ اسی طرح بعض حالات میں وہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے تھے۔ مغربی ممالک میں گھٹنوں کے بل گرنے کو انتہائی تذلّل کا مقام سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں رکوع کی طرح جھکنا ادب کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے قابل تحریم بزرگوں اور بُتوں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے۔

اسلام چونکہ سب دُنیا کے لئے ہے اس نے اپنی عبادت میں ان سب طریقوں کو جمع کر دیا ہے تا کہ ہر قوم کے لوگوں کے دلوں میں اس طریقِ عبادت سے وہ خشیت پیدا ہو جو عبادت میں پیدا ہونی چاہئے۔ کیونکہ ایک تو اپنی قومی عادت کے ماتحت وہ اس خاص ہیئت سے زیادہ متاثر ہوں گے دوسرے اپنی قلبی کیفیت کے ماتحت وہ ان مختلف ہیئتوں سے موقعہ کے مناسب زیادہ متاثر ہوں گے کیونکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کے اندر جو مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان کے ماتحت وہ کبھی تو شدت محبت اور شدتِ ادب کے وقت جھک جاتا ہے، کبھی دوزانو ہو جاتا ہے کبھی سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے۔ پس اس کے قلب کی جو بھی کیفیت ہوگی اس کے مطابق ہیئت کے وقت اس کے قلب میں جوش پیدا ہو جائے گا اور وہ اپنی عبادت سے پورا فائدہ اُٹھا سکے گا۔

علاوہ طبعی کیفیت کے مختلف جسمانی کیفیتوں کے ماتحت بھی ان مختلف حرکات کا اثر انسانی دل پر مختلف پڑتا ہے مثلاً ایک نزلہ کا مریض سجدہ میں تکلیف پاتا ہے اور اس حالت میں اسے پورا جوش نہیں آتا۔ لیکن کھڑے ہونے یا قعدہ کی حالت میں اسے پورا جوش دعا کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ہیئت اس کی صحت کے زیادہ مطابق ہوتی ہے۔ مگر ایک دوسرا آدمی جس کی مثلاً لاتوں میں ضعف محسوس ہو رہا ہو سجدہ میں زیادہ جوش پاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس لئے اس نے اپنی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کر دیا ہے جن کے ذریعہ مختلف اقوام کو ادب و محبت کے اظہار کی عادت ہے اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو اُبھار دیتی ہیں اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک دوسرے کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

چونکہ کبھی کبھی انسان کے دل میں خلوت میں عبادت کا جوش بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے اسلام نے فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ تہجد کی نماز ہے اور اس طرح انسان کی اس مخصوص ضرورت کو بھی پورا کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی نماز ان تمام طریقوں کی جامع ہے جو مختلف اقوام کے دلوں میں اس کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں جو عبادت کے لئے ضروری ہے اور اس میں ہر قوم، ہر فرد کی قلبی حالت کو درست کرنے اور عبادت کا سچا جذبہ پیدا کرنے کی قوت موجود ہے اور جن ظاہری ہیئتوں کا اختیار کرنا نماز میں لازمی قرار دیا گیا ہے ان سے نماز کی عظمت میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ ان کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے اور دوسری عبادات پر اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

ان ظاہری افعال کے علاوہ اسلامی نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید اور تعظیم کے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو سنگدل سے سنگدل انسان کے دل کو بھی نرم کر دیتی ہے اور اس میں ایسی دعائیں رکھی گئی ہیں جو انسانی فکر کو بہت بلند کر دیتی ہیں اور اس کے مقاصد کو اونچا کر دیتی ہیں اور اس کے جذبات کو نیکی اور تقویٰ کے لئے اُبھار دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ بھڑکا دیتی ہیں اور روحانی حصہ نماز کا وہی ہیں۔ اور ان کا دوسری اقوام کی عبادات سے اگر مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں وہی نسبت معلوم ہوتی ہے جیسے سورج کے مقابلہ پر مٹی کا ایک دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اسلام نے عبادت کو تمام ظاہری دلکشیوں سے خالی رکھا ہے۔ نہ اس وقت گانا ہوتا ہے، نہ باجا ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر دوسری اقوام کی اجتماعی عبادتوں میں ہوتا ہے بلکہ فقط سنجیدگی سے اللہ کے بندے اس کے حضور میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں اور اس کی محبت کی بھیک مانگتے ہیں اور باوجود اس کے کہ نماز ہفتہ میں ایک وقت ادا نہیں کی جاتی جیسا کہ اکثر مذاہب میں ہے بلکہ دن میں کم سے کم پانچ بار پڑھی جاتی ہے مگر پھر بھی اس بے دینی کے زمانہ میں بھی اس قدر مسلمان پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں کہ دوسرے تمام مذاہب کے افراد ملا کر ہفتہ میں ایک دفعہ کی عبادت بھی اس تعداد میں ادا نہیں کرتے۔ یہ نماز کی روحانی کشش کا ایک بیّن ثبوت ہے اور مشاہدہ اس پر گواہ ہے۔

دوسری عبادت گاہوں میں باجے بجتے ہیں، گانے گائے جاتے ہیں، آرام کے لئے کرسیاں اور صوفے مہیا کئے جاتے ہیں اور صرف ہفتہ میں ایک بار بلایا جاتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی اُن سے دُور بھاگتے ہیں۔ لیکن یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے مخاطب سخت زمین پر سجدہ کرنے کے لئے پانچ وقت مساجد میں شوق سے جمع ہوتے ہیں اور بغیر کسی ظاہری دلکشی کے اور بغیر کسی مادی آرام کے سامان کے موجود ہونے کے وہ لذّت اور سرور محسوس کرتے ہیں کہ دُنیا کی سب نعمتیں اس کے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظامِ جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔

شرائط بیعت میں سے ایک شرط کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کی خلافت سے محض لِلّٰہ عقدِ اخوّت، طاعت در معروف اور محبت اور اخلاص میں بے نظیر تعلق قائم کرنے کی تاکیدی نصیحت

معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جارہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے ممبران سے، افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظامِ خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اُسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔

المیرا (ہالینڈ) میں مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر افرادِ جماعت کو کی گئی نصائح کے حوالہ سے اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی طرف خصوصی توجہ کی تاکید

ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تاکہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جاسکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اور بھی خاص خاص پروگرام ہوتے ہیں۔

مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب مربی سلسلہ کی ایک حادثہ میں وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09 اکتوبر 2015ء بمطابق 09 اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت النور، نن سپیٹ، ہالینڈ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

یہاں احمدیوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے جو پیدائشی احمدی ہیں یا وہ لوگ جن کے گھر میں انتہائی بچپن میں احمدیت آئی اور ان کی پرورش احمدی ماحول میں چڑھی اور ان میں سے بھی اکثریت پاکستانیوں کی ہے جن کو اس ملک میں اس لئے رہنے اور یہاں کا شہری بننے کی اجازت ملی کہ آپ نے یہاں آکر اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں آپ کو آزادانہ طور پر اپنے مذہب کے مطابق، اسلامی تعلیمات کے مطابق اظہار اور عمل کی اجازت نہیں تھی یا نہیں ہے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جن پر براہ راست مقدمات بھی بنے ہوں۔ پس اس اکثریت کو یہاں رہنے کی اجازت یا یہاں کی حکومت کی شفقت اس وجہ سے ہے کہ آپ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ پس یہ احمدی ہونے کا اعلان آپ پر کچھ ذمہ داری ڈالتا ہے اور اس ذمہ داری سے وہ احمدی بھی باہر نہیں ہیں جو اپنی تعلیمی یا کسی اور قسم کی ماہرانہ صلاحیت کی وجہ سے اس ملک میں آئے اور یہاں آکر اپنی تعلیمی صلاحیتوں اور مہارت کو مزید نکھارنے کے موقع ملے اور اپنے آپ کو جماعت احمدیہ سے منسوب بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح نومبائعین ہیں وہ جب بیعت کرتے ہیں اور جماعت میں اس لئے شامل ہوتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کی سچائی پر انہیں یقین ہے تو بیعت کے بعد ان پر بھی اس بیعت کا حق ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو بھی اس وجہ سے اس ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کردے گا کہ وہ یہ کہہ دیں کہ ہم نے پیدائشی احمدیوں کو یا پرانے احمدیوں کو جس طرح کرتے دیکھا اس طرح کیا۔

اس زمانے میں ہماری تربیت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن و سنت کے بارے میں تفسیروں، تشریحات کو، تحریرات کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ ان کو دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہے اور یہ چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ پس کسی کے لئے بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن پرانے احمدیوں کو مَیں یہ بھی کہوں گا کہ آپ کے نمونے دیکھ کر اگر کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو آپ اس غلطی اور گناہ میں حصہ دار ضرور بنتے ہیں۔ پس پرانے احمدی جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ ان کے باپ دادا احمدی ہوئے یا انہیں بچپن میں ہی احمدیت مل گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہاں آکر انہیں بہتر حالات میسر آئے انہیں بھولنا نہیں چاہئے کہ وہ جماعت کے زیرِ احسان ہیں اور اس احسان کے شکرانے کے طور پر انہیں اپنی حالتوں میں غیر معمولی پاک

تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اس احسان کے بارے میں بتاتے رہنا چاہئے اور یہ بھی کہ ان کی کیا ذمہ داری ہے اور یہ کہ آپ کے باپ دادا نے جماعت میں شامل ہو کر جو عہد بیعت کیا تھا اسے کس طرح ہم نے ہر وقت سامنے رکھتے ہوئے نبھانے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ یہاں آ کر معاشی بہتری جو پیدا ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوتے ہوئے ہم نے اپنی نسلوں میں بھی اس تعلیم کو جاری رکھنا ہے۔ بچوں کو بتانا ہے کہ تمہیں اپنی تعلیمی صلاحیتوں کو بہتر طور پر نکھارنے کے جو مواقع ملے ہیں اس پر خدا تعالیٰ کے شکرگزار ہوتے ہوئے ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھنا ہے۔ خلافت احمدیہ سے ہمیشہ وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا ہے۔

اسی طرح ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتا ہے تو ہمیشہ نظام جماعت سے مضبوط تعلق رکھے اور خلافت احمدیہ سے وفا اور اطاعت کا تعلق رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ یہی بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ نئے شامل ہونے والے، خاص طور پر وہ جنہوں نے پورے یقین کے ساتھ علی وجہ البصیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو سمجھ کر قبول کیا وہ اپنے عہد بیعت اور اس کی شرائط پر غور بھی کرتے رہتے ہیں۔ بہت سارے لوگ مجھے خطوط بھی لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن بہت سے وہ جو پیدائشی احمدی ہیں یا جن کے ماں باپ نے ان کے بچپن میں احمدیت کو قبول کیا اور جو یہاں آ کر دنیاوی معاملات میں زیادہ لگ گئے ہیں وہ نہ ہی عموماً شرائط بیعت پر غور کرتے ہیں، نہ بیعت کے عہد کو سمجھتے ہیں، نہ احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ اب تو ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بیعت کی کارروائی بھی دیکھی جاتی ہے اور سنی جاتی ہے اس طرف توجہ کر کے بیعت کی حقیقت کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسی طرح خلافت سے اپنے تعلق کو اس طرح جوڑنے کی کوشش نہیں کرتے جو اس کا حق ہے۔ اس میں صرف ان ملکوں میں اسائلم لے کر آنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ ہر قسم کے احمدی ہیں۔ میں نے اسائلم والوں کی مثال اس لئے دی ہے کہ اس وقت میرے سامنے اکثریت اسائلم والوں کی بیٹھی ہے اور آج ان کی بہتر حالت جماعت کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ ایسے لوگ ہر جگہ اور ہر طبقے میں موجود ہیں۔

پس ہر ایک جب اپنا جائزہ لے گا تو خود بخود اسے پتا چل جائے گا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔ اس وقت مَیں اس جائزے کے لئے صرف ایک شرط بیعت سامنے رکھتا ہوں۔ اس کو صرف سرسری طور پر نہ دیکھیں بلکہ غور کریں اور پھر اپنا جائزہ لیں۔ اگر تو اس جائزے کا جواب اثبات میں ہے، ہاں میں ہے تو وہ خوش قسمت ہیں اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے ہیں۔ اگر کمزوری ہے تو اصلاح کی کوشش کریں۔

بیعت کی دسویں شرط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ”یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوّت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو“۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پس یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیں آپ علیہ السلام سے بے غرض اور بے انتہا محبت اور تعلق قائم کرنے کی ذمہ داری ڈال رہے ہیں۔ آپ ہم سے عہد لے رہے ہیں۔ کیا عہد لے رہے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ سے محبت، تعلق اور بھائی چارے کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ یہ عہد لے رہے ہیں کہ یہ اقرار کرو کہ آپ کے ہر معروف فیصلے کو مانوں گا۔ یعنی ہر وہ بات جس کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مامور فرمایا ہے۔ ہر وہ بات جس کی اسلام کی تعلیم کی روشنی میں آپ ہمیں ہدایت فرمائیں گے۔ اور پھر صرف اس کا ماننا ہی نہیں ہے، اس کی کامل اطاعت ہی نہیں ہے بلکہ مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا اور عمل کروں گا۔ اور یہ عہد بھی کہ جو تعلق اور محبت کا رشتہ قائم ہوگا اس کا معیار ایسا اعلیٰ درجے کا ہوگا کہ جس کی مثال دنیوی رشتوں اور تعلقوں میں نہ ملتی ہوگی۔ نہ ہی اس تعلق کی مثال اس حالت میں ملتی ہوگی جب انسان کسی سے وفا کی وجہ سے خالص ہو کر تعلق رکھتا ہے۔ نہ اس کی مثال اس صورت میں ملے جب انسان کسی کے زیر احسان ہو کر اپنے آپ کو اس کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ پس اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اعلیٰ معیار کی محبت اگر کسی سے ہو سکتی ہے تو وہ آپ کے غلام صادق سے ہو۔ پس یہ معیار ہیں جو ہمیں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد آپ سے تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ ان باتوں کی روشنی میں ہر ایک اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے کہ کیا ہمارے یہ معیار ہیں؟ یا جب دنیاوی معاملات ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی منفعتیں ہمارے سامنے ہوں، دنیاوی فوائد ہمارے سامنے ہوں تو ہم یہ باتیں بھول جاتے ہیں، دنیاوی تعلقات اور دنیاوی اغراض اس محبت کے تعلق اور اطاعت پر حاوی ہو جاتے ہیں؟ انسان کسی بھی کام کو یا تو اپنے فائدے اور مفاد کے لئے کرتا ہے یا اگر مرضی کا کام نہیں ہے تو بعض دفعہ بلکہ اکثر دفعہ خوف کی وجہ سے بھی کرتا ہے کہ مجبوری ہے۔ نہ کیا تو پوچھا بھی جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ سزا بھی مل جائے۔ یا محبت اور اخلاص اور وفا کے جذبے کے تحت کرتا ہے۔ اگر دین کا صحیح فہم و ادراک ہو تو دین کے کام انسان محبت اور اخلاص و وفا کے جذبے کے تحت ہی کرے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے یہ توقع رکھی ہے کہ آپ کی بیعت میں آ کر اس جذبے کو بڑھائیں۔ جب تک یہ اطاعت اور خلوص کا جذبہ اور اخلاص کا تعلق اگر پیدا نہیں ہوگا تو جو نصائح کی جاتی ہیں ان کا بھی اثر نہیں ہو گا۔ ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی نہیں ہوگی۔ پس اگر نصائح پر عمل کرنا ہے، آپ کی باتوں کو ماننا ہے، اپنے عہد بیعت کو نبھانا ہے تو اپنے اطاعت اور اخلاص اور وفا کے معیاروں کو بھی بڑھانا ضروری ہے۔ کیا کوئی احمدی کبھی یہ تصور کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی بات قرآن و سنّت کے منافی کی ہوگی؟ یقیناً نہیں۔ پس جب نہیں تو پھر ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ معروف اطاعت کا مطلب ہے کہ محبت و اخلاص کو انتہا پر پہنچا کر کامل اطاعت کرنا اور کامل اطاعت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے جب جس کی اطاعت کی جا رہی ہے اس کے ہر حکم کی تلاش اور جستجو بھی ہو۔ پس ہم پر فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم سے جو توقعات رکھی ہیں، جو حکم دیئے ہیں ان کو تلاش کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں ورنہ تو صرف دعویٰ ہوگا کہ ہم ہر بات مانتے ہیں۔ باتوں کا ہمیں پتا ہی نہیں کہ کیا ہیں اور کس کو ماننا جاتا ہے تو ماننی کیا ہیں۔

پس احمدی ہونے کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اپنے علم میں اضافہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جس تعلق کو قائم کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جائے اور خالص ہو کر اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو جو نصائح فرمائی ہیں، جماعت کے افراد سے جو توقعات رکھی ہیں وہ آپ کی مختلف کتب اور ارشادات میں موجود ہیں۔ اس وقت ان میں سے چند ایک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”ہماری جماعت کو ایسا ہونا چاہئے کہ صرف لفّاظی پر نہ رہیں“۔ ظاہر پر نہ رہیں، صرف باتیں ہی نہ ہوں۔ ”بلکہ بیعت کے سچے منشاء کو پورا کرنے والی ہو“۔ سچا منشاء کیا ہے؟ فرمایا: ”اندرونی تبدیلی کرنی چاہئے۔ صرف مسائل سے تم خدا تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے۔ اگر اندرونی تبدیلی نہیں تو تم میں اور تمہارے غیر میں کچھ فرق نہیں“۔ آپ نے فرمایا کہ ”ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے بوجھ کو اٹھائے اور اپنے وعدے کو پورا کرے“۔

پس صرف اعتقادی طور پر اپنے آپ کو درست کر لینا، بیعت کر لینا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مان لینا، مسائل اور بحث میں دوسروں کے منہ بند کر دینا کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر عملی تبدیلی نہیں ہے، عملی حالتیں اگر بہتر نہیں ہو رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ”اپنے نفس کی تبدیلی کے واسطے سعی کرو۔ کوشش کرو۔ نماز میں دعائیں مانگو۔ صدقات خیرات سے اور دوسرے ہر طرح کے عمل سے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا (العنکبوت:70)۔ میں شامل ہو جاؤ۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 188)

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ان کو کیا ہوتا ہے لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) کہ ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

اس کی ایک جگہ مزید وضاحت فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ”بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو شخص نہایت لاپرواہی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے۔ جو سستی کر رہا ہے وہ مستفیض نہیں ہو سکتا“۔ فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ سستی کرنے والا خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے ”جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اس کو ڈھونڈتا ہے“ یعنی خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 566 حاشیہ نمبر 11)

پس جب آپ ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ میری مانو اور میرے پیچھے چلو اور مجھ سے اطاعت کا تعلق رکھو تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈھنے کی راہیں ہمیں دکھائیں، ہمیں بتائیں کہ تم کس طرح اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہمیں حصہ لینے والا بنائیں۔ اپنی نمازوں کو وقت پر اور صحیح رنگ میں ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے صدقہ و خیرات کی طرف بھی توجہ دیں۔ گویا کہ آپ سے تعلق اور اطاعت کا رشتہ ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھا رہا ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ یہ نصیحت فرمائی کہ تم دو باتوں کا خیال رکھو۔ پہلی بات یہ کہ تم سچے مسلمانوں کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور دوسری بات یہ کہ اس کی یعنی اسلام کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا میں پھیلاؤ۔ (ماخوذ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ازملفوظات جلد8 صفحہ 323۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تبلیغ کرو۔ یہ پیغام پہنچاؤ۔ جب ہمارا اپنا علم کمزور ہوگا، جب ہماری اپنی عملی حالتیں قابل فکر ہوں گی تو ہم سچے مسلمان کا کیا نمونہ بنیں گے؟ ہم اسلام کے پیغام اور اس کے کمالات کو دنیا کو کیا بتائیں گے اور پھیلائیں گے؟

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ ''ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 35۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ ہمارا سب سے بڑا غم یہ ہونا چاہئے۔ پس اس کے لئے کسی لمبی چوڑی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ دنیا کا غم اسے زیادہ ہے یا دین کی بہتری کا غم اور یہ غم نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی اولاد کے لئے بھی ہے یا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف توجہ ہے یا نہیں ہے۔ یا جب دنیاوی معاملات ہوں تو خدا تعالیٰ کی رضا پیچھے چلی جاتی ہے۔

آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ روزمرہ کے معاملات میں بھی ناجائز غضب اور غصے سے بچنا تقویٰ کی ایک شاخ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اول صفحہ 36۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) جو لوگ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آجاتے ہیں انہیں خود ہی اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ بھی تقویٰ سے دور ہو رہے ہیں۔

یہ چند ایک نصائح میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں فرمائی ہیں۔ یہی باتیں ہیں جب ہم غور کریں تو ہمیں آپ علیہ السلام سے تعلق اور محبت میں یہ چیزیں بڑھاتی ہیں۔ کس طرح اور کس درد کے ساتھ آپ کو ہماری دنیا و عاقبت کی فکر ہے۔ ایک باپ سے زیادہ آپ ہمارے لئے فکرمند ہیں۔ ایک ماں سے زیادہ آپ ہمارے لئے بے چین ہیں۔ بار بار ہمیں نصیحت فرماتے ہیں اس لئے کہ کسی طرح ہمیں غلط راستوں سے نکال کر خدا تعالیٰ کی رضا کے راستوں پر ڈال دیں۔ اس فکر اور پیار کے اظہار کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ ہر احمدی کہلانے والا بھی آپ سے تعلق و اطاعت کے اعلیٰ معیار نہ قائم کرے تا کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت کو ہم میں قائم کیا اور خلافت کے نظام نے بھی اسی کام کو آگے بڑھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے خلافت کے ساتھ بھی اخلاص اور اطاعت کے تعلق کو جوڑ کر ہم اپنی منزلوں کی طرف سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ جو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا سچے مسلمان کا نمونہ بننا اور اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر بھی ہر احمدی عہد بیعت باندھتا ہے۔ پس اس عہد کو پورا کرنا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے خلافت کی طرف سے جو ہدایات آتی ہیں، جو نصائح کی جاتی ہیں، جو پروگرام دیئے جاتے ہیں ان پر عمل کر کے ہی اس عہد کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

بیعت کے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ ان شرائط کی پابندی کرے گا جو بیعت کی شرائط ہیں اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرے گا اور جیسا کہ مَیں نے کہا خلیفۂ وقت کا کام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام اور آپ کی نصائح کو آگے پھیلانا ہے۔ اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے پہ پھیلانا ہے۔ پس جب ہر احمدی اس سوچ کے مطابق اپنے آپ کو بنائے گا تب ہی حقیقی اطاعت کے معیار قائم ہوں گے۔ تب ہی جماعت کی اِکائی قائم ہوگی۔ تب ہی تبلیغ کے میدان کھلیں گے۔ اگر ہر ایک یہ کہہ کر کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعلق اخوّت اور عقیدت ہے اور میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں اپنے اپنے راستے متعین کرنے لگ جائے تو کبھی ترقی نہیں ہو سکتی۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی اسی میں ہے کہ اس میں نظام خلافت قائم ہے اور جو تعلق ہر احمدی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وجہ سے ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق ہیں تو اس تعلق کو آگے خلافت کے لئے بھی رکھنا ضروری ہے۔

پرسوں المیرے (Almere) میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ وہاں جو مَیں نے مختصراً مسجد کے حوالے سے باتیں کیں۔ اسلام کی تعلیم، مسجد کی اہمیت اور احمدیوں کی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا تو اس پر ایک لوکل مہمان عورت نے اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفہ کی باتیں تو بڑی اچھی ہیں لیکن اب دیکھتے ہیں کہ یہاں رہنے والے احمدی ان پر کس حد تک عمل کرتے ہیں اور امن اور پیار اور محبت کی فضا پیدا کرتے ہیں۔ پس لوگوں کی بھی آپ پر نظر ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں کے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ لوگ خلافت کے حوالے سے زیادہ نظر رکھیں گے۔ اس لئے صرف عہد بیعت کافی نہیں ہے۔ اپنی اصلاح کے لئے بھی اور تبلیغ کے لئے بھی عمل کی ضرورت ہے۔ ہر جگہ اور ہر سطح پر اپنی اِکائی کو قائم رکھنے اور ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کے لئے خلافت کی اطاعت کی بھی ضرورت ہے۔

اس زمانے میں احمدی خوش قسمت ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے جدید سہولتیں اور ایجادات پیدا فرمائیں وہاں احمدیوں کو بھی ان سے نوازا۔ دین کی اشاعت کے لئے جماعت کو بھی یہ سہولت مہیا فرمائی۔ ٹی وی، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام آج موجود ہے جس پر ہم جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مختلف بڑی زبانوں میں ان کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں وہاں خلیفۂ وقت کے نصائح اور خطابات بھی وہاں سن پڑھ سکتے ہیں جو قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔ اور انہی پر بنیاد ہے اس کی جو دنیا میں آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ جس نے جماعت کو اِکائی بننے کا ایک نیا انداز دیا ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تا کہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر بیوی سنتی ہے اور خاوند نہیں تو تب بھی فائدہ نہیں اگر باپ سنتا ہے اور ماں اور بچے نہیں سن رہے تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ انتظام جو اللہ تعالیٰ نے ایک اکائی بننے کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کے لئے ایک وقت میں دنیا کے ہر کونے میں خلیفۂ وقت کی آواز پہنچ جاتی ہے اس کا حصہ بننے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔ پس اس طرف توجہ کریں۔ اگر یہ پتا نہیں کہ کیا کہا جارہا ہے تو اطاعت کس طرح ہوگی۔ باتیں سنیں گے تو اطاعت کے قابل ہوں گے۔ پس ان باتوں کی تلاش کریں جن کی اطاعت کرنی ہے ورنہ تو یہ صرف دعویٰ ہے اور صرف ظاہری اعلان ہے کہ آپ جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا یا عورت ہے تو ضروری سمجھوں گی۔ یا اجتماعوں پر کھڑے ہو کر یا بیعت کے وقت یہ اعلان کر دیں کہ خلافت احمدیہ کے استحکام کی ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر گھر اس طرف توجہ دینے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے جو سہولت مہیا فرمائی ہے ہم اس سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔ اور صرف تربیت ہی نہیں بلکہ اسلام کی تعلیم کو پھیلانے میں بھی یہ (MTA) بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے۔ اگر کسی وجہ سے لائیو نہیں بھی سن سکتے تو ریکارڈنگ سنی جا سکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر یہ پروگرام موجود ہے۔ اور خاص طور پر اس میں خطبات اور بہت سارے اَور بھی خاص خاص پروگرام ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ جہاں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص تعلق جوڑنے والے ہوں وہاں آپ کے بعد جاری نظام خلافت سے بھی پختہ تعلق ہو اور اطاعت کے نمونے دکھانے والے ہوں اور یہی تعلق اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گزارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا اور اس کی رضا حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 49 مسند ابی ھریرۃ حدیث نمبر 7330 عالم الکتب بیروت مطبوعہ 1998ء)

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو ہمارے مربی سلسلہ مکرم حافظ محمد اقبال وڑائچ صاحب کا ہے۔ آپ 2/اکتوبر کو ایک حادثے میں 49 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 2/اکتوبر کو یہ صبح اکیلے اپنے آبائی گاؤں چک پنیارا اپنے چچا کو ملنے کار پر جارہے تھے۔ بھلوال کے نزدیک ریلوے پھاٹک پر کراس کرتے ہوئے انہوں نے شاید دیکھا نہیں، ٹرین آئی اور ٹرین کی زد میں آگئے۔ کار گھسٹتی چلی گئی۔ بہرحال ظاہری طور پر تو ان کو چوٹیں نہیں تھیں۔ پولیس بھی پہنچ گئی۔ پولیس نے ایمبولینس منگوائی یا گاڑی منگوائی اس میں بٹھا کر ہسپتال پہنچایا لیکن ہسپتال جا کر جانبر نہ ہو سکے۔ حافظ محمد اقبال صاحب کے دادا کا نام چوہدری فضل احمد صاحب تھا۔ آپ کے پڑدادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جن کا نام چوہدری اللہ بخش صاحب تھا۔ 1901ء میں ان کے پڑدادا نے بیعت کی تھی۔ ان کے پڑدادا کا نام پہلے رسول بخش تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بدل کے اللہ بخش رکھ دیا تھا۔ ان کے والد چوہدری محمد ظفر اللہ وڑائچ صاحب بھی ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کر کے بڑا لمبا عرصہ ربوہ میں مختلف دفاتر میں کام کرتے رہے۔ حافظ صاحب، مربی صاحب کی ابتدائی تعلیم ربوہ کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے حفظ کیا۔ سکول کی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے عربی فاضل اور اردو فاضل بھی کیا۔ مختلف جگہوں پر پاکستان میں تعینات رہے۔ اس وقت بطور سیکرٹری کفالت یکصد یتامیٰ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ ان کے پانچ بچے ہیں۔ تین بیٹیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں۔ دو بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ سترہ سال اور دس سال۔ ان کے بھائی مکرم طاہر مہدی امتیاز صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں اور اس وقت ضیاء الاسلام پریس ربوہ کے مینیجر ہیں لیکن الفضل پر جو پابندیاں لگی ہیں تو ان پر بھی مقدمہ قائم ہوا اور کافی مہینوں سے یہ جیل میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے کیونکہ عدالتیں ہی بڑی بزدل ہیں۔ جج نے پہلے ضمانت دی اور پھر مولویوں کے ڈر سے کینسل کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی انصاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور معصوموں کو، احمدیوں کو جو اندر بند کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

سعد اللہ پور کے ایک صدر جماعت محبوب احمد راجیکی صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 2003ء میں سعد اللہ پور میں جب جماعتی حالات بہت خراب ہوئے تو یہاں حافظ اقبال صاحب کی مربی کے طور پر پوسٹنگ ہوئی۔ انہوں نے غیر احمدی مخالفین سے تعلقات بڑھائے اور اس کی وجہ سے نہ صرف مخالفین مخالفت سے باز آئے بلکہ ایک بہت بڑے مخالف نے جو سرکردہ تھا احمدیت کی مخالفت پر معافی بھی مانگی۔ تو

اس لحاظ سے بھی بڑے تعلق رکھنے والے اور اپنے تعلقات کو بڑھانے والے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ پاکستان میں خوف کی وجہ سے، مُلّاں کے خوف کی وجہ سے، معاشرے کے خوف کی وجہ سے بہت بڑا طبقہ باوجود اس کے کہ احمدیت کو پسند کرتا ہے یا کم از کم اس کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہے اس کو غلط سمجھتا ہے لیکن کھل کر کہہ نہیں سکتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے علاقے میں ایسے سامان پیدا فرماتا رہتا ہے کہ جہاں لوگ کھل کر بھی بات کر جاتے ہیں۔ اس وقت جہاں کام کر رہے تھے، جس دفتر میں خدمت سرانجام دے رہے تھے وہاں کے ایک کارکن مجید صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ حافظ صاحب جہاں جہاں بطور مربی سلسلہ رہے وہاں کے افراد سے وفات تک رابطے میں رہے۔ لوگ ان سے ملتے آتے رہے اور مشورے لیتے تھے۔ ان کی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ ان کی یہ بھی بڑی خوبی تھی بڑی کوشش یہ ہوتی تھی کہ مرکز کا پیسہ صحیح جگہ خرچ ہو اور بیوگان کے مکان بنانے کے لئے حتی الوسع جو کوشش ہو سکتی تھی کرتے تھے اور یہ بھی کوشش کہ کم پیسوں میں مکان بن جائیں۔ پھر بعض دفعہ جب تعمیر ہو رہی ہوتی تھی اور یہ وہاں پہنچے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ خود جا کر کام کرنے والوں کے ساتھ لگ جاتے تھے۔

لندن کے ہمارے رشین ڈیسک کے خالد صاحب کہتے ہیں کہ یہ ان کے کلاس فیلو تھے اور بڑے مہمان نواز اور مخلص تھے۔ کہتے ہیں ایک خاص بات جو میرے تجربے میں آئی وہ یہ کہ تبلیغ کا ان کو بہت شوق تھا اور ایک لگن تھی۔ وہ غالباً جب صادق آباد یا سعد اللہ پور میں متعین تھے تو وہاں ایک رشین کمپنی کسی پراجیکٹ پر کام کر رہی تھی۔ باوجود اس کے کہ رشین زبان سے ناآشنا تھے پھر بھی آپ ان کو تبلیغ کرتے تھے اور خالد صاحب نے کیونکہ رشیا میں رہ کر زبان سیکھی ہوئی ہے اس لئے جب یہ پاکستان گئے تو ان کے پیچھے پڑ کے آپ نے کچھ الفاظ سیکھے۔ پھر خود ہی انہوں نے رشین زبان کے کچھ الفاظ اردو رسم الخط میں اس لئے لکھے ہوئے تھے کہ تبلیغ کر سکیں۔ تو یہ ان کا تبلیغ کا جوش تھا۔ اللہ تعالیٰ سب مربیان کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ جیسے بھی ماحول ہوں اور حالات ہوں تبلیغ کے نئے نئے رستے تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم حافظ صاحب سے مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بیوی بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان کی نیکیاں اپنانے کی توفیق دے۔

بقیہ رپورٹ دورۂ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

ہیگ میں تشریف آوری ہوئی جہاں مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین نے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ گیت پیش کئے۔

مکرم عبدالحمید درفیلدن صاحب نائب امیر جماعت ہالینڈ، مکرم طاہر محمود صاحب صدر جماعت ہیگ و نیشنل سیکرٹری امور عامہ، مکرم داؤد اکمل صاحب نائب صدر جماعت ہیگ، مبشر احمد صاحب صدر جماعت زوترمیر (Zotermeer)، علی قاسم صاحب قائد خدام الاحمدیہ ہیگ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

....

مختلف ممالک کے ممبران پارلیمنٹ و دیگر معزز مہمانوں کی حضور انور سے مسجد مبارک دی ہیگ میں ملاقات

دو بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر کے لئے حضور انور رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق تین بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میٹنگ روم میں تشریف لائے جہاں سویڈن، سپین، آئرلینڈ، کروشیا، مانٹینیگرو، سوئٹزرلینڈ اور البانیا کے ممالک سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ اور دیگر مہمان حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ باری باری تمام ممبران نے اپنا تعارف کروایا۔

حضور انور نے مہمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ بہت خوشی ہوئی کہ آپ یہاں آج پارلیمنٹ کے فنکشن کو اٹینڈ کرنے آئے ہیں۔ آپ میں سے بعض جماعتی پروگراموں میں پہلے بھی آ چکے ہیں۔

☆ سیریا سے آنے والے ریفیوجی کے حوالہ سے بات ہوئی تو سویڈن سے آنے والے ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ سویڈن میں ہر روز ایک ہزار ریفیوجی آ رہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جرمنی اور سویڈن میں زیادہ ریفیوجی آ رہے ہیں۔

☆ سپین سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ نے بتایا کہ ہم پندرہ ہزار لے رہے ہیں کیونکہ ہمارے پاس مراکش، مالی، الجزائر، غانا اور نائیجیریا سے بھی کافی لوگ آئے ہوئے ہیں۔

☆ سوئٹزرلینڈ سے آنے والے مہمانوں نے بتایا کہ سوئٹزرلینڈ بیس ہزار لے رہا ہے اور اس کے علاوہ بہت سارے ریفیوجیز اس سے قبل بھی آ چکے ہیں۔

☆ سوئٹزرلینڈ سے ایک پادری Bishop Dr. Anen Howard بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جنیوا آنے کی دعوت دی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا انشاء اللہ مَیں وہاں آنے کی کوشش کروں گا۔

☆ ملک Montenegro سے آنے والے ممبر پارلیمنٹ Dritan Abazovic نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں آج پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ موصوف نے کہا کہ ہمارا ملک چھوٹا ہے۔ مونٹینگرو میں حضور انور کی آمد کو ممکن بنانے کے لئے ہمیں کچھ وقت درکار ہوگا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مَیں ایک عاجز انسان ہوں، مَیں آپ کی دعوت کے بغیر بھی جا سکتا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ملک کے چھوٹے یا بڑے ہونے کا سوال نہیں، اصل یہ ہے کہ دل بڑا ہو اور آپ کھلے دل کے ساتھ بات کر رہے ہیں اور یہ آپ کی خوبی ہے۔

☆ سپین سے آنے والے ممبران پارلیمنٹ نے سوال کیا کہ سیریا کے اس وقت جو حالات بن رہے ہیں۔ اس بارہ میں حضور کی کیا رائے ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ اب موجودہ صورتحال کو یورپی یونین سنبھال سکے۔ رشیا، سیریا میں داخل ہو چکا ہے۔ انہوں نے حکومت کے مخالف گروہوں پر ایئر اٹیک کیا ہے اور اپنا ایئر بیس بھی بنا رہے ہیں۔ آج یہ خبر تھی کہ رشین جہازوں نے ترکی کے بارڈر کے قریب ایئر سٹرائیک کی ہے۔ امریکہ نے اس کو سخت condemn کیا ہے۔ اب مختلف بلاکس بھی بن رہے ہیں اور اس بارہ میں، مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ حالات مزید خراب ہو رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ لوگ اس میں کیا رول ادا کرتے ہیں۔

☆ سوئٹزرلینڈ سے آنے والے بشپ نے عرض کیا کہ کیا حضور انور عرب ممالک کو سمجھا سکتے ہیں کہ سیریا سے آنے والے ریفیوجی کو سنبھالیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ میری بات پر کان دھریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ چار سال قبل مَیں نے اپنے خطبات میں اور ایڈریسز میں ان کو سمجھایا تھا۔ اور پیغامات بھی بھیجے تھے۔ لیکن حکومت، عوام اور ان کے لیڈرز بات سننا نہیں چاہتے۔ ان کے اپنے مفادات ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ دیکھنے والی بات ہے کہ ان کے پاس ہتھیار کہاں سے آ رہے ہیں۔ انہیں کون جنگی ساز و سامان سپلائی کر رہا ہے۔ نیز ان کے پاس فنڈز کہاں سے آ رہے ہیں۔ کوئی ان کی فنڈز کے ذریعہ مدد کر رہا ہے۔ حالات بہتر کرنے کے لئے ایک حل یہ ہے کہ ان کی سپلائی لائن کاٹ دی جائے، ان کی فنڈنگ روک دی جائے۔ اگر یورپی یونین اقدام اٹھائے تو حالات درست ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب صورتحال یہ ہے کہ ایک بڑی طاقت سیرین حکومت کی مدد کر رہی ہے اور دوسری طرف بھی ایک طاقت اور بعض گروپس رائبلز کی مدد کر رہے ہیں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ ان کے پیچھے کون ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اب جو ISIS آئل فروخت کر رہے ہیں، یہ کہاں فروخت کر رہے ہیں؟ کس کو بیچ رہے ہیں؟ کسی بوتل، کنٹینر میں ڈال کر تو نہیں بیچ رہے، بلکہ بڑے بڑے بحری جہاز تیل سے بھرے ہوئے جا رہے ہیں اور اس کے ذریعہ وہ ملینز ڈالرز حاصل کر رہے ہیں۔ ان کو کیوں نہیں روکتے۔ یہ آئل کی سپلائی کیوں بند نہیں کرتے۔ جہاں پابندی لگانا چاہیں وہاں لگا دیتے ہیں۔ یہاں کیوں نہیں؟

☆ سویڈن کے ممبر پارلیمنٹ نے بتایا کہ سویڈن نے UN میں کہا ہے کہ ویٹو کے حق کو ختم کیا جائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سویڈن ہر معاملہ میں سبقت لے جاتا ہے۔ یورپ میں سویڈن نے سب سے پہلے فلسطین کو تسلیم کیا اور پھر اس کے بعد سپین نے تسلیم کیا تھا۔

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے موجودہ حالات کے بارہ میں کوئی پیشگوئی کی ہوئی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہ حالات پیدا ہونے تھے اور یہ صورتحال ڈیویلپ ہونی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جب مسلمان اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیں گے، اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور مسلمان عملی طور پر اپنی تعلیم کو بھول چکے ہوں گے۔ اور یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ اب جب تک مسلمان سچی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو Follow نہیں کرتے اور راہ راست پر نہیں آتے تو یہ صورتحال مزید بگڑتی جائے گی۔ اب جو موجودہ حالات بن رہے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس حوالہ سے ایک ارشاد یہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

”خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اوّل الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آئے گی اور ان تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا“۔

....

تین بج کر پچاس منٹ پر ملاقات کا یہ پروگرام ختم ہوا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مہمان حضرات کو شرف مصافحہ بخشا۔

....

ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ ہاؤس میں آمد اور فارن افیئرز کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں شمولیت۔ حاضرین سے خطاب اور سوالوں کے جوابات

مسجد مبارک ہیگ سے چار بج کر پندرہ منٹ پر ہالینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ ہاؤس کے لئے روانگی ہوئی۔ پارلیمنٹ کی عمارت ہماری مسجد سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پارلیمنٹ میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں پارلیمنٹ کی فارن افیئرز کمیٹی کے سیکرٹری Mr. Theo Vantoor نے پارلیمنٹ ہاؤس کے مین دروازے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور حضور کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ پارلیمنٹ کی عمارت کے اندر لے گئے۔

چار بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانفرنس ہال میں تشریف لائے جہاں پارلیمنٹ کی فارن افیئرز کمیٹی کے قائمقام چیئرمین Harry Van Bommel حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل ہی تمام ممبران اور مہمانان کرام اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لائے۔ سٹیج پر قائمقام چیئرمین فارن افیئرز کمیٹی کے علاوہ اس کمیٹی کے پانچ ممبران بیٹھے تھے۔

اس تقریب کی میزبانی کے فرائض ممبر آف ڈچ پارلیمنٹ Harry van Bmmel صاحب جو کہ ڈچ پارلیمنٹ کی فارن افیئرز کمیٹی کے قائمقام چیئرمین ہیں نے ادا کئے۔

آج کے اس پروگرام کے آغاز میں سب سے پہلے چیئرمین کمیٹی نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈچ پارلیمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی آف فارن افیئرز کی طرف سے سب سے پہلے میں حضرت خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد

صاحب سربراہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اپنے دیگر ساتھی ممبران پارلیمنٹ جن کا تعلق سویڈن، سپین، آئرلینڈ، کروشیا اور مانٹینیگرو سے ہے کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسی طرح سپین اور ڈنمارک کے ایمبیسیڈر کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس تقریب کی کارروائی نہ صرف ہالینڈ بلکہ دنیا بھر میں لائیو نشر کی جارہی ہے۔

حضرت عزت مآب! آپ کی ہالینڈ کی قومی اسمبلی میں تشریف آوری سٹینڈنگ کمیٹی آف فارن افیئرز کیلئے باعث افتخار ہے۔ ہم دنیا بھر میں احمدی مسلمانوں کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ہمارے لئے باعثِ مسرت ہے کہ آپ امن کے فروغ اور بین المذاہب ہم آہنگی کے بارہ میں اپنے نظریات ہم تک پہنچائیں گے۔

اس کے بعد موصوف نے حضورانور ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خطاب کی درخواست کی۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ جس کا اردو مفہوم ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ساتھ اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سب سے پہلے تو میں اس موقع پر خلوصِ دل کے ساتھ اُن لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے آج کی اس تقریب کو منعقد کیا اور مجھے حاضرین سے خطاب کرنے کے لئے مدعو کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج کے زمانہ میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض خاص قسم کے مسائل کو بڑے تسلسل سے اس دور کے اہم ترین مسائل کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ گلوبل وارمنگ اور موسمی تبدیلیوں کے خطرات پر زور دے رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو خاص قسم کے تنازعات کے بڑھ جانے اور دنیا کے نازک حالات کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ اگر ہم اس صورتحال کا غیر جانبدارانہ جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ آج کے زمانہ میں دنیا کا امن اور تحفظ سب سے سنگین مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا دن بدن غیر مستحکم اور خطرناک صورتحال کا شکار ہوتی جارہی ہے اور اس کی کئی ممکنہ وجوہات ہیں۔ مثلاً اقتصادی بحران اور عدم استحکام جس نے دنیا کے بیشتر حصوں کو متاثر کیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ ہوسکتا ہے۔ ایک اور ممکنہ بنیادی وجہ بعض دنیاوی رہنماؤں کی طرف سے اپنے لوگوں اور دوسروں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک ہے۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بعض دینی رہنما اپنے ذاتی مفادات کو وسیع تر قومی مفاد پر ترجیح دے رہے ہیں اور خلوصِ نیت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کررہے۔ پھر عالمی تعلقات کے لحاظ سے ان تنازعات کی ایک بڑی وجہ امیر اور غریب ملکوں کے درمیان پائے جانے والا فرق بھی ہوسکتا ہے۔ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بڑی طاقتیں اکثر غریب ملکوں کے قدرتی وسائل سے ان کو جائز حصہ دیئے بغیر فائدہ اُٹھارہی ہوتی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس دنیا میں بدامنی کی وجوہات کی ایک لمبی فہرست بن سکتی ہے جن میں سے میں نے چند ایک بیان کی ہیں۔ جو بھی وجہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کا سب سے خطرناک مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے۔ یہ سن کر آپ میں سے اکثر یہ کہیں گے کہ یہ تو مسلمان ممالک ہی ہیں جہاں سب سے زیادہ عدم استحکام ہے اور امتّ مسلمہ میں فساد ہی دنیا میں بدامنی کی اصل وجہ ہے۔ چونکہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا سربراہ ہوں اس لئے آپ شاید خیال کرتے ہوں کہ میں بھی اس کا کچھ نہ کچھ ذمہ دار ہوں۔ آپ شاید یہ بھی یقین رکھتے ہوں کہ شدت پسند گروہوں کی پیداوار اور دہشت گردی میں اضافہ دراصل اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہے۔ تاہم اسلام کو اس نفرت اور شدت پسندی کے ساتھ جوڑنا سراسر خلافِ انصاف ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت مذاہب کی تاریخ کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ جب ہم مذاہب کی تاریخ پر معروضی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہر مذہب کے پیروکار وقت کے ساتھ ساتھ اصل تعلیمات سے دور ہٹ گئے جو ان کو اندرونی تقسیم اور باہمی تنازعات کی طرف لے گئی۔ لوگ قتل کئے گئے اور بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے۔ اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے مَیں کھلے دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمان بھی وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہٹ گئے جس کی وجہ سے مایوسیت اور دشمنیاں پیدا ہوگئیں جو کہ پھر فرقہ واریت، قتل و غارت اور عدم انصاف کا موجب بنیں۔ تاہم ایک حقیقی مسلمان کے نقطۂ نظر سے آج اسلام کی پست حالت دیکھ کر میرے ایمان میں کوئی کمی نہیں آئی کیونکہ آج سے تقریباً چودہ سو سال قبل بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آہستہ آہستہ اسلام کی تعلیمات بگڑ جائیں گی اور مسلمان اخلاقی پستی کے دَور میں داخل ہوجائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ روحانی تاریکی کے اس دَور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلح بطور مسیح موعود و مہدی معہود بھیجا جائے گا جو بنی نوع انسان کی اسلام کی اصل اور پُرامن تعلیمات کی طرف رہنمائی کرے گا۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بانیٔ جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہمیں اسلام کی حقیقی اور پرامن تعلیمات سے روشناس کرایا۔ پس ہم احمدی مسلمان ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آج کے فساد اور بدامنی میں حصہ ڈال رہے ہیں بلکہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا کے زخموں کو مندمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو بنی نوع انسان کو متحد کرنا چاہتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو ہر قسم کی نفرت اور بغض و عناد کو پیار اور محبت میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا میں امن کے قیام کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بطور ایک مذہبی رہنما میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے اور لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے کے بجائے ہمیں اپنی توجہ دنیا کے حقیقی اور دیرپا امن کے قیام کی طرف مرکوز کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی نے ہمیں ایک اہم اصول بتایا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ امن کے قیام لے لئے ضروری ہے کہ بنی نوع انسان اپنی بہترین صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انسانیت کی دائمی فلاح کا یہی ایک طریق ہے۔ آپ علیہ السلام نے مزید فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود ہر دو لحاظ سے یعنی روحانی اور جسمانی اعتبار سے خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنانے سے وابستہ ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات سے ہی حقیقی امن پھوٹتا ہے۔ اور یہ چیز قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں بیان ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ یعنی وہ ہر ایک شخص اور ہر قسم کی مخلوق کا آقا اور کفیل اور اس کو پالنے والا ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ عیسائیوں کا، یہودیوں کا، ہندوؤں کا، بلکہ تمام لوگوں کا خدا ہے قطع نظر اس کے کہ اُن کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ پیار اور شفقت عدیم المثال اور نرالی ہے۔ وہ رحمان اور رحیم ہے۔ وہ امن کا منبع ہے۔ پس جب اسلام کہتا ہے کہ ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی صفات اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے تو ایک سچے مسلمان کے لئے کسی دوسرے کو نقصان پہنچانا ناممکن ہوجاتا ہے بلکہ ایک سچے مسلمان کا ایمان اس کو انسانیت سے پیار کرنے اور بنی نوع انسان کے ساتھ عزت، تکریم اور ہمدردی سے پیش آنے پر مجبور کردیتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو قرآن کریم نے جنگ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ لیکن جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اس کی روشنی میں اس اجازت کے اصل سیاق وسباق کو سمجھنا ضروری ہے۔ دیرپا امن کے قیام کی قدرومنزلت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے بعض مواقع پر دیرپا امن کا قیام یقینی بنانے کی خاطر سزاؤں کی اور انذار کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کی اجازت دی گئی تو یہ صرف اور صرف امن کے قیام کے لئے اور دفاع کے لئے دی گئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: چنانچہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے کہ بعض لوگ یا گروہ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو فساد اور ظلم سے جوڑتے ہیں۔ اگر ہم قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اسلام ہر قسم کی انتہاپسندی اور خونریزی کا مخالف ہے۔ وقت کی کمی کے باعث یہ تو ممکن نہیں کہ میں تفصیل سے اس پر اظہارِ خیال کروں لیکن پھر بھی بعض اہم اسلامی تعلیمات بیان کروں گا جو بڑے واضح انداز میں ثابت کرتی ہیں کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ ایک بنیادی اعتراض جو اسلام کی تعلیمات پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام انتہاپسندی اور جنگ و جدل کی ترغیب دیتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں کچھ بھی صداقت نہیں۔ چنانچہ قرآنِ کریم کی سورۂ بقرہ آیت نمبر 191 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنگ صرف اس صورت میں جائز ہوگی کہ جب دفاع میں کی جائے۔ اسی نکتہ کا قرآنِ کریم کی سورۂ حج آیت 40 میں اعادہ فرمایا گیا ہے جہاں بڑے واضح الفاظ میں بیان ہے کہ جنگ کی اجازت صرف ان لوگوں کو دی گئی، جن پر حملہ کیا گیا اور جن پر جنگ مسلط کی گئی۔ مزید یہ کہ جہاں خدا تعالیٰ نے مسلمان حکومتوں کو جنگ کی اجازت دی وہ صرف مذہب اور عقیدے کی آزادی کے لئے دی ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت 194 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جہاں پہلے ہی مذہبی آزادی قائم ہو وہاں جنگ کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ کسی مسلمان گروپ، ملک اور فرد کو یہ اجازت نہیں ہے کہ کسی ریاست یا اس کے افراد کے خلاف کسی بھی قسم کی جنگ،

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

فساد اور بدامنی میں ملوث ہوں۔ پس سادہ سی بات ہے کہ یورپ اور مغرب میں حکومتیں سیکولر ہیں اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرے یا حکومت کے خلاف فساد کی راہ اختیار کرے یا حکومت کے خلاف بغاوت کرے یا ہتھیار اٹھائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

درحقیقت قرآنِ کریم کی اصل تعلیمات تو یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ اُسے کسی غیر مسلم ملک میں رہتے ہوئے مذہبی آزادی نہیں ہے تو پھر بھی اسے کسی بھی صورت لاقانونیت کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس ملک سے نقل مکانی کرکے کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں حالات نسبتاً سازگار ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

قرآنِ کریم میں سورۂ نحل کی آیت 126 میں مسلمان حکومتوں کو تاکید کی گئی ہے کہ اگر کبھی ان پر حملہ کیا جائے تو وہ صرف دفاع کریں اور یہ دفاع اصل حملہ سے مناسبت رکھتا ہو۔ چنانچہ قرآنِ کریم اس معاملہ پر بہت واضح تعلیم دیتا ہے کہ سزا جرم کی نوعیت سے مناسبت رکھتی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

سورۂ انفال کی آیت 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے مخالفین غلط نیّت رکھتے ہوں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوں اور پھر اپنا ارادہ تبدیل کرکے تمہیں نقصان پہنچانے سے باز آجائیں اور مفاہمت کی راہ اختیار کریں تو قطع نظر اس کے کہ ان کا ارادہ کیا ہے تمہیں فوری طور پر ان کی بات مان لینی چاہئے اور امن پسند تصفیہ کی طرف بڑھنا چاہئے۔ قرآنِ کریم کا یہ اصول بین الاقوامی سطح پر امن وتحفظ کا ضامن ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: آج کل ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ جہاں ممالک دوسروں کی طرف سے صرف دشمنی کے اندیشہ کی وجہ سے بہت جارحانہ پالیسیاں اپنا لیتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں کہ 'بہتر ہے کہ انہیں تباہ کردیا جائے قبل اس کے کہ وہ ہمیں تباہ کریں۔' تاہم اسلام حکم دیتا ہے کہ امن کی کسی بھی کوشش کو رائیگاں نہ جانے دیا جائے۔ چاہے صرف امید کی ہلکی سی کرن ہو تب بھی اسے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

سورۂ مائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم عدل وانصاف نہ کرو۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ خواہ کیسے ہی نامساعد حالات ہوں، ہر حال میں انصاف کے اصولوں پر عمل پیرا رہو۔ چنانچہ جنگی حالات میں بھی عدل وانصاف انتہائی اہمیت رکھتا ہے اور جب جنگ ختم ہو تو ضروری ہے کہ فتح حاصل کرنے والا فریق انصاف پر قائم رہے۔

تاہم آج کل ہم ایسے اعلیٰ اخلاق اور اقدار نہیں دیکھتے۔ بلکہ جب جنگ ختم ہوتی ہے تو ممالک مزید پابندیاں اور قیود لگاکر ان شکست خوردہ قوموں کی ترقی کی راہیں محدود کردیتے ہیں اور ان کو حقیقی آزادی حاصل کرنے سے محروم رکھتے ہیں۔ ایسی پالیسیاں عالمی تعلقات کو نقصان پہنچارہی ہیں اور ان کا منفی اثر پڑ رہا ہے اور یہ صرف بے چینی ہی بڑھا سکتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

سچ تو یہ ہے کہ جب تک معاشرے کی ہر سطح پر انصاف قائم نہیں ہوجاتا دیرپا امن ہرگز حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کی ایک اور اہم تعلیم جو کہ قرآنِ کریم میں سورۂ انفال کی آیت 68 میں بیان ہے کہ مسلمانوں کو جنگ کی حالت کے علاوہ قیدی بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ جو انتہا پسند اور دہشتگرد گروہ بلاوجہ قیدی بنارہے ہیں وہ اسلامی تعلیم کے سراسر مخالف عمل کررہے ہیں۔ رپورٹس کے مطابق یہ نہ صرف قیدی بنارہے ہیں بلکہ ان پر انتہائی سفّاکانہ ظلم بھی کررہے ہیں۔ جو یہ دہشتگرد گروپ کرتے پھر رہے ہیں ان کی صرف شدید ترین الفاظ میں مذمّت ہی کی جاسکتی ہے۔

دوسری طرف قرآنِ کریم نصیحت کرتا ہے کہ ایسی صورت میں جب جائز طور پر قیدیوں کو رکھا گیا ہو تو بہتر ہے کہ جہاں ممکن ہو ان پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہا کردیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

امن کے قیام کے لئے ایک سنہرا اصول قرآنِ کریم کی سورۂ حجرات کی آیت 10 میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جب قوموں یا گروہوں میں تنازعہ کھڑا ہوجائے تو ثالثی کے لئے کسی کو درمیان میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے اور معاملہ کا پُرامن تصفیہ کرانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ معاہدہ طے پاجانے کی صورت میں اگر ایک فریق ناانصافی سے دوسرے فریق کو دبانے کی کوشش کرے اور طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو ایسی صورت میں دیگر قوموں کو متحد ہوکر ظالم کا ہاتھ روکنا چاہئے اور ضرورت ہو تو اس کے لئے طاقت کا استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے۔ تاہم جب ظالم ملک اپنا ارادہ ترک کردے تو پھر اسے رسوا نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس پر ناجائز پابندیاں لگانی چاہئیں۔ بلکہ اسے آزاد قوم اور آزاد معاشرے کے طور پر آگے بڑھنے کا موقع دینا چاہئے۔ آج کی دنیا میں یہ اصول بڑی اہمیت رکھتا ہے اور خاص طور پر بڑی طاقتوں اور اقوامِ متحدہ جیسے بین الاقوامی اداروں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں امن کے قیام کے حوالہ سے ایک بہت ہی اہم اصول قرآنِ کریم کی سورۂ حج آیت 41 میں بیان ہے جو عالمی سطح پر مذہبی آزادی کی یقین دہانی کراتا ہے۔ فرماتا ہے کہ اگر جنگ کی اجازت نہ دی جاتی تو مساجد کے علاوہ گرجے، کلیسا، مندر اور تمام مذاہب کی عبادتگاہیں بھی انتہائی خطرے میں ہوتیں۔ چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے طاقت کے استعمال کی اجازت دی وہ صرف اسلام کی حفاظت کی خاطر نہیں دی بلکہ مذہب کی حفاظت کے لئے عطا فرمائی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

سچ تو یہ ہے کہ اسلام تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کی آزادی اور حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ اسلام ہر فرد کے اس حق کی پاسداری کرتا ہے کہ وہ جو چاہے مسلک یا مذہب اختیار کرے۔

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ کریم کے صرف چند نکات بیان کئے ہیں جو معاشرے کی ہر سطح اور دنیا کے ہر حصہ میں اتحاد کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں۔ یہ امن کی وہ سنہری کلیدیں ہیں جو قرآنِ کریم نے دنیا کے افراد کو سونپی ہیں۔ یہ وہ تعلیمات ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حقیقی طور پر عمل کرکے دکھایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

آخر پر میں ایک مرتبہ پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ دنیا کو امن وتحفظ کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ہمارے وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے اور فوری توجہ چاہتا ہے۔ تمام قومیں اور تمام ممالک کو وسیع تر مفاد کی خاطر لازماً متحد ہونا ہوگا اور ہر قسم کے ظلم، جبر اور ناانصافی کے خلاف اپنی کوششوں میں یکجا ہونا ہوگا۔ چاہے یہ ظلم مذہب کے نام پر ہوں یا کسی اور بنیاد پر ڈھائے جارہے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

مزید یہ کہ ہمیں تمام قوموں سے مخلص ہونا ہوگا اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کرنا ہوگی تاکہ ہر ایک ملک ترقی کرسکے اور اپنی صلاحیت جان سکے۔ جو دشمنیاں اور عناد ہم دیکھ رہے ہیں یہ دولت کی اندھی ہوس کے باعث ہے۔ اس بارے میں قرآنِ کریم ایک سنہرا اصول پیش فرماتا ہے کہ دوسرے کی دولت پر لالچی نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ اس تعلیم پر عمل کرکے ہم دنیا میں امن کو فروغ دے سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

معاشرے کی ہر سطح پر انصاف کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں تاکہ ہر فرد بلاتفریق مذہب اور رنگ ونسل کے اپنے پاؤں پر عزتِ نفس اور وقار کے ساتھ کھڑا ہوسکے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے ترقی یافتہ ممالک غریب اور ترقی پذیر ممالک میں سرمایہ کاری کررہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

یہ بات انتہائی توجہ طلب ہے کہ یہ ممالک انصاف پر قائم رہیں اور ان قوموں کی مدد کریں نہ کہ اپنے ملکی مفادات اور منافع حاصل کرنے کے لئے ان غریب اور ترقی پذیر ممالک کے قدرتی وسائل اور سستی مزدوری کا فائدہ اٹھائیں۔ وہ منافع جو وہ ان ممالک سے حاصل کررہے ہیں اس کا اکثر حصہ انہی ممالک میں لگانا چاہئے اور اس دولت کو مقامی افراد کی بہبود اور ترقی کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ اگر ترقی یافتہ ممالک اس جہت پر کام کریں گے تو اس کا نہ صرف غریب ممالک کو فائدہ ہوگا بلکہ مشترکہ کی طور پر بھی فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اس سے یقین اور خوداعتمادی بڑھے گی اور جو بے چینیاں پیدا ہورہی ہیں وہ زائل ہوں گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اس سے یہ تأثر بھی زائل ہوگا کہ دولتمند قومیں صرف اپنا فائدہ دیکھتی ہیں اور ناجائز طور پر غریب اور کمزور ممالک کے وسائل استعمال کرنے کے درپے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے مقامی معیشت بہتر ہوگی جو کہ دنیا کی معیشت اور مالی حالت کی بہتری پر منتج ہوگی۔ خاص طور پر اس سے ایک عالمی برادری، محبت اور انسانیت کا تصور قائم ہوگا۔ اور ان سب فوائد سے بڑھ کر یہ دنیا میں سچے امن کی بنیادیں استوار کرے گی۔ اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ دی تو دنیاوی امن کی موجودہ حالت ایک تباہ کن عالمی جنگ کا باعث بنے گی جس کے اثرات آنے والی نسلوں تک جائیں گے اور اس کے لئے ہماری نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کریں گی۔

ان الفاظ کے ساتھ مَیں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ کرے کہ دنیا میں حقیقی امن قائم ہو۔

آپ سب کا بہت شکریہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا یہ خطاب پانچ بج کر پانچ منٹ تک جاری رہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے اس خطاب کو تمام ممبران نے اور دوسرے ممالک سے آنے والے مہمانوں نے بہت توجّہ سے سنا اور کوئی بھی اپنی سیٹ چھوڑ کر نہیں گیا۔

پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے خطاب کے بعد فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران پارلیمنٹ کو سوالات کا موقع دیا گیا۔

....

سوال وجواب بعد از خطاب حضور انور ایدہ اللہ

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے بعد وہاں پر موجود ممبرانِ پارلیمنٹ میں سے بعض نے سوالات بھی پوچھے۔

☆ سب سے پہلے لبرل پارٹی کے ممبر آف پارلیمنٹ Mr Han ten Broeke صاحب نے کہا:

سب سے پہلے حضورانور کی یہاں تشریف آوری پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد موصوف نے سوال کیا کہ آپ نے اپنے ایڈریس میں قرآن کریم کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ آپ اسلام اور قیامِ امن کے حامی ہیں۔ دوسری طرف ہمیں اسلامی دنیا میں ظلم، دہشتگردی، فساد اور بدامنی نظر آتی ہے۔ اس ضمن میں مَیں آپ کے سامنے دو سوالات رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اس وقت اسلام اور اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی جارہی ہے۔ کیا اس قسم کی تنقید کا ردِعمل قرآن کریم کی آیات کے مطابق دکھانا چاہئے یا پھر ملکی قانون کے مطابق اس کا جائزہ لینا چاہئے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو بھول چکے ہیں اور جن باتوں پر وہ عمل کررہے ہیں وہ اسلامی تعلیمات نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے میری تقریر میں یہ بات واضح تھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونے والی تنقید کا ردِعمل کس طرح ہونا چاہئے؟ اس حوالہ سے حال ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ باتیں کہی گئیں اور آپ کے مقام کو ٹھیس پہنچائی گئی اور اس پر امت مسلمہ کی طرف سے شدید ردِعمل ظاہر ہوا۔ لیکن اس موقع پر ہمارا ردِعمل کیا تھا؟ اس طرح کسی کو ماردینا یا اور ملکی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا سراسر غلط ہے۔ ہم نے ہرگز اس طرح کا ردِعمل نہیں ظاہر کیا بلکہ ہمارا ردِعمل یہ تھا کہ میں نے اپنے خطبات میں جو ایم ٹی اے پر نشر ہوتے ہیں اور پوری دنیا سنتی ہے ان خطبات میں واضح طور پر کہا تھا کہ اس قسم کا ردِعمل بالکل غلط ہے۔ اصل ردِعمل یہ ہونا چاہئے کہ ہم اسلام کی پرامن تعلیمات کو اپنائیں اور ہر احمدی مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کا اظہار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کی شان میں گستاخی کررہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مذہبی شخصیات کا احترام کرنا چاہئے قطع نظر اس کے کہ وہ اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا پھر اور کوئی اور دوسرے نبی ہیں۔ اگر آپ کسی نبی یا کسی بھی مذہبی لیڈر کو مذاق کا نشانہ بنارہے ہیں تو پھر قدرتی طور پر بعض لوگوں کی طرف سے ردِعمل کا اظہار ہوگا اور وہ بدلہ لینے کی کوشش کریں گے کیونکہ بسا اوقات ایسے لوگوں کیلئے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ تو یہ دو طرفہ بہاؤ ہے۔ کچھ دو اور کچھ لو والی بات ہے۔ پس ہر ایک کو دوسرے کی عزت کرنی چاہئے اور یہ بنیادی انسانی اقدار ہیں۔ پس ہمیں انسانی اقدار کو بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں تک ملکی قانون کا تعلق ہے کہ آپ کو قانون اجازت دیتا ہے کہ آپ جو چاہیں بولیں تو اس حوالہ سے میں پہلے بھی بیان کرچکا ہوں کہ یہ قوانین تو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور اسی لئے وقتاً فوقتاً ان قوانین میں تبدیلیاں ہوتی رہتی

ہیں۔ دنیا کے ہر خطہ میں جہاں بھی قوانین بنتے ہیں وہاں کچھ عرصہ کے بعد ترامیم کردیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ خود ہی اس قانون سے مطمئن نہیں ہوتے جو آپ نے نافذ کیا ہوتا ہے۔ جب حالات بدلتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہمیں قانون بھی تبدیل کردینا چاہئے کیونکہ یہ قانون اپنے اندر آج کل کے مسائل کا حل نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ملکی قانون مکمل ہے۔ اگر کسی ملک کا قانون کسی رہنما یا کسی بھی شخص کے ساتھ جسے آپ پیار کرتے ہوں اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا یہ قانون درست ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ٹھیک ہے آپ کے پاس حق ہے کہ آپ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں لیکن میرے خیال میں آپ کے پاس یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ آپ میرے سامنے ایسے شخص کے خلاف گند اچھالیں جسے میں پیار کرتا ہوں۔ اگر یہاں مغربی ممالک میں آپ کے پاس ہر شخص کے خلاف چاہے وہ نبی ہو یا کوئی رہنما ہو یا کوئی اور ہو کھل کر بولنے کا حق ہے تو میرا خیال ہے کہ بنیادی انسانی اقدار آپ کو ایسا کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اس لئے آپ کو اس آزادی پر کچھ نہ کچھ پابندی لگانی ہوگی ورنہ دنیا میں بے چینی اور بدامنی پیدا ہوگی اور یہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کو اس قسم کے ردِعمل کے نتیجہ میں اچھا تجربہ ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کو جاری رہنا چاہئے۔ لیکن اگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے نتیجہ میں مسلمان دنیا کی طرف سے شدید ردِعمل کا اظہار ہورہا ہے تو پھر آپ کو سوچنا چاہئے کہ ہم ان باتوں پر زور کیوں دے رہے ہیں جن سے دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔ پس میرے نزدیک انسانی اقدار کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔

☆ **اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Michiel Servaes جن کا تعلق لیبر پارٹی سے ہے نے سوال کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے حضورانور کی پارلیمنٹ میں تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں اسی سوال کو آگے لے کر چلنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ بعض اوقات دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اور میں خود بھی دوسروں کا احترام کرتے ہوئے لوگوں سے کہوں گا کہ وہ دوسرے مذاہب کا احترام کریں بلکہ جو کسی مذہب پر نہیں ہیں ان کا بھی احترام کریں۔ دوسری طرف میں اس اصول پر بھی یقین رکھتا ہوں جسے ایک فرنچ فلاسفر نے بیان کیا کہ 'ضروری نہیں کہ میں تم سے متفق ہوں لیکن میں تمہاری آزادی اظہار کے حق کی دفاع کی خاطر مرتے دم تک لڑوں گا۔' اس لئے میرا خیال ہے کہ ہر ایک کے پاس یہ حق ہے کہ وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے Wilder کی طرف سے دیئے گئے ریمارکس اور اخبارات میں چھپنے والے گستاخانہ خاکوں کے بارہ تنقید کا اظہار کیا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خاکہ بنانے والوں یا اسی طرح دوسرے اسلام کے خلاف ریمارکس دینے والوں نے جو بھی کیا وہ ان کا حق تھا یا نہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک آزادیٔ اظہارِ رائے کا تعلق ہے تو یہ حق آپ کے ملک کے قانون میں موجود ہے اور تقریباً ہر جمہوری ملک میں اس کی اجازت ہے کہ آپ جو کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ لیکن میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باوجودیکہ آپ کو آزادی اظہار رائے کا حق حاصل ہے، اس آزادی پر کچھ نہ کچھ حد مقرر ہونی چاہئے۔ جب آپ دیکھیں کہ اس کے نتیجہ میں بدامنی پیدا ہوگی اور کسی کو تکلیف پہنچے گی تو وہاں آپ کو کچھ نہ کچھ حد مقرر کرنی پڑے گی۔ لیکن ہم تو اس کے باوجود دوسروں کی طرح ردِعمل کا اظہار نہیں کرتے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میرے نزدیک دنیا میں امن کے قیام کی خاطر آپ کو انسانی اقدار کی تکریم کرنی ہوگی۔ اور انسانی اقدار یہی ہیں کہ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں۔ صرف یہ نہ ہو کہ جو آپ کہنا چاہتے ہیں یا جو آپ کے ذہن میں آئے آپ آزادی سے اس کا اظہار کردیں۔

ویسے بھی آپ دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں تو آپ کوئی بھی اس قسم کی بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچیں گے کہ اس کے نتیجہ میں مسائل پیدا ہوسکتے ہیں اور معاشرے کا امن خراب ہوسکتا ہے۔

☆ **اس پر موصوف نے دوبارہ سوال کیا کہ جب آپ فریڈم آف سپیچ پر حد لگائیں گے تو کیا اس حد کو سیاسی رہنما غلط طور پر استعمال نہیں کریں گے؟ اس سے ملک میں بحث و مباحثہ ختم ہوجائے گا۔ اگر آپ فریڈم آف سپیچ پر ایک بھی حد مقرر کردیں تو کہاں کریں گے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ قانونی طور پر freedom of speech پر پابندی لگادیں بلکہ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں امن کی اہمیت اور دوسروں کے جذبات کی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اگر ہم یہ احساس پیدا کرلیں تو پھر ہر عاقل شخص کسی دوسرے کے متعلق غلط بات کہنے سے پہلے دو مرتبہ سوچے گا۔ اگر آپ کے نزدیک معاشرہ کا امن سب سے مقدّم ہے تو پھر باوجودیکہ آپ کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے آپ اس قسم کی بات نہیں کریں گے۔ کم ازکم جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو کسی کے بارہ میں بھی غلط نہیں کہوں گا۔ یہاں تک کہ روزمرہ کے معاملات میں، اپنے گھر میں اگر آپ اپنی بیوی کے جذبات کو تکلیف پہنچائیں گے یا اپنے بھائی کے یا کسی اور کے تو اس کے نتیجہ میں گھر میں بدامنی پیدا ہوجائے گی اور آپ کہیں گے کہ کاش میں نے اس طرح نہ کیا ہوتا تو حالات بہتر ہوتے۔ تو یہ سب آپ کی سوچ پر منحصر ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ چونکہ آپ آزاد ہیں اس لئے کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر semitism کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ یہود کے خلاف نہیں بول سکتے۔ دوسری جنگِ عظیم میں کیا ہوا تھا؟ ہر شخص کا حق ہے وہ کچھ بھی کہے لیکن اس کے باوجود بالعموم ان کے خلاف بات کرنا ناپسند کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض ایسے ممالک ہیں جہاں آپ یہود کے خلاف بولیں یا جو ہوا تھا اس کے بارہ میں بات کریں تو قانون آپ کی پکڑ کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ حدیں تو قانون نے پہلی ہی مقرر کی ہوئی ہیں۔

☆ **اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Mr Pieter Omtzigt جن کا تعلق کرسچن ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے انہوں نے کہا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امن کے فروغ کے بارہ میں آپ کے خطاب پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ موصوف نے پوچھا کہ اس وقت مڈل ایسٹ میں سیریا اور عراق میں مذہب کے نام ظلم کئے جارہے ہیں۔ اور اسی طرح پاکستان میں مذہب کے نام پر احمدیوں پر مظالم ڈھائے جارہے ہیں اور لوگوں کو قتل کیا جارہا ہے۔ اس قتل و غارت اور ان مظالم کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور ان مظالم کو کیسے روکا جاسکتا ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اس وقت جو سیریا اور عراق میں ہورہا ہے تو ان کی لڑائی حکومت اور باغیوں کے درمیان ہے۔ انہیں باغی بھی کہا جاتا ہے اور بعض لوگ انہیں حریّت پسند بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لوگ وہاں کی موجودہ قیادت اور حکومتوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن فریقین کو اسلحہ اور سامانِ حرب فراہم کیا جارہا ہے اور ان کی مالی طور پر بھی امداد کی جارہی ہے۔ ان ممالک میں ہتھیاروں کی کوئی فیکٹریاں تو نہیں ہیں۔ گو کہ ان کے پاس تیل موجود ہے لیکن اس جنگ کو جاری رکھنے کے لئے کافی فنڈنگ نہیں ہے۔ اگر آپ ان لوگوں پر پابندیاں عائد کردیں تو ان کے تیل کے ذخائر عالمی مارکیٹ میں فروخت نہیں ہوسکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے واضح طور پر بتایا تھا کہ اگر آپ باغیوں پر اور حکومت دونوں پر پابندیاں لگادیں اور جب تک یہ دونوں فریق ایک پرامن حل کی طرف نہیں آجاتے اس وقت تک بڑی طاقتیں ان کی مدد نہ کریں۔ اگر آپ روس پر پابندیاں لگاسکتے ہیں اور ان کی اقتصادیات کو تباہ کرسکتے ہیں یا کسی حد تک ان کی اقتصادی حالت کو نقصان پہنچاسکتے ہیں تو پھر داعش کی حکومت کو کیوں نہیں روکا جاسکتا؟ وہ لوگ کہاں سے فنڈنگ حاصل کررہے ہیں؟ اور اپنا اسلحہ کہاں سے لے رہے ہیں؟ تو یہ آپ سیاستدانوں کا کام ہے کہ اس کو کیسے روکا جائے۔

☆ **موصوف نے اسی حوالہ سے کہا کہ ہم یہ کیسے کرسکتے ہیں؟ آپ کے خیال میں یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے جو باغی مغربی ممالک سے مدد حاصل کررہے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے سیاسی مقاصد ہوں گے لیکن وہ لوگ پھر بھی اسلام کے نام پر ہی جنگ کررہے ہیں اور اسلام کے نام پر خلافت قائم کی ہے۔ اور لوگوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ان کے سر قلم کررہے ہیں اور اقلیتوں کو کہا جارہا ہے کہ وہ زائد ٹیکس ادا کریں اور انہیں مساوی حقوق نہیں دئے جارہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ان کے اعمال کا تعلق ہے جیسے آپ نے کہا کہ وہ لوگوں کے سر قلم کررہے ہیں تو یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے کیونکہ وہ صرف ان لوگوں کے سر نہیں قلم رہے جن کا تعلق دیگر مذاہب سے ہے یا پرانے قبائل سے ہے بلکہ وہ تو اُن مسلمانوں کے بھی سر قلم کررہے ہیں جن کا تعلق ان کے فرقہ سے نہیں ہے۔ تو یہ سب غیر اسلامی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اگر ان کی فنڈنگ روک دی جائے اور ان کے خلاف مضبوط پُرعزم کارروائی کی جائے تو وہ اس طرح لوگوں کے سر قلم نہ کرپائیں۔ اب یہ مسئلہ صرف سر قلم کرنے تک نہیں رہا بلکہ مزید بڑھ رہا ہے اور اس سے آگے چلا گیا ہے۔ اب روس بھی شام میں داخل ہوگیا ہے اور انہوں نے وہاں اپنا ہوائی اڈا قائم کرلیا ہے اور فضائی حملے کررہے ہیں۔ اور یہ بھی امکان ہے کہ وہ زمینی طور پر فوجوں کو بھیجیں۔ ابھی آج یا کل ہی ترکی کے بارڈر کے پاس انہوں نے ہوائی حملہ کیا ہے اور NATO نے بھی سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اب یہ جنگ ان ممالک کی سرحدوں سے باہر نکل رہی ہے اور مختلف بلاکس بن رہے ہیں۔ اگر روس اور امریکہ کے بیچ براہِ راست حملہ ہوتا ہے یا NATO کا کوئی اور ملک اس میں شامل ہوتا ہے تو دنیا عظیم تباہی کی طرف چلی جائے گی۔ اور یہی چیز میرے لئے سب سے زیادہ تشویش کا باعث ہے۔ تو جہاں تک سر قلم کرنے کا تعلق ہے تو یہ غیر اسلامی فعل ہے۔ اس کا ثبوت نہ تو قرآن سے ملتا ہے اور نہ ہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے۔ لیکن اس کے باوجود میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی جائے تو آپ اس صورتحال کو روک سکتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک بار پھر مَیں کہوں گا کہ یہ بڑی طاقتوں کا فرض ہے۔ یا تو ان کے ہمسایہ مسلمان ممالک کو مدد فراہم کریں کہ وہ داعش کے خلاف کارروائی کریں یا پھر کم ازکم ان کی فنڈنگ ہی روک دیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ فنڈز کے بغیر اور اسلحہ اور سامانِ حرب کے بغیر کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ یہ سب کچھ خود نہیں بنارہے۔ وہ لوگ خفیہ طور پر مغربی ممالک سے ہتھیار خرید رہے ہیں۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ یہ کس طرح کررہے ہیں لیکن لگتا یہی ہے کہ وہ خفیہ طور پر کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کی خرید کے معاہدات offshore ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ ان لوگوں پر حقیقی پابندیاں لگائیں تو آپ ان لوگوں کو کنٹرول کرسکتے ہیں۔ لوگوں کے سر قلم کرنا اور اس طرح کی دوسری باتیں اب تو معمولی بن کررہ گئی ہیں اور بڑی مصیبت جو سامنے نظر آرہی ہے وہ مختلف blocks کا بننا ہے۔ آپ کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

☆ **اس کے بعد ممبر آف پارلیمنٹ Mr Sjoerd Sjoerdsma جو کہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر ہیں نے کہا کہ ہمیں اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے تفصیل سے آگاہ کرنے کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی امن اور انسانی حقوق کے لئے کوششوں کی قدر کرتا ہوں۔ سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ممالک میں جو نوجوان متاثر ہوکر دیگر ممالک میں جارہے ہیں اور انتہا پسندوں کے ساتھ مل رہے ہیں۔ ان نوجوان مرد و خواتین کو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ مغرب میں نوجوان افراد جو انتہا پسند بنتے جارہے ہیں اور سیریا اور عراق جارہے ہیں اور ISIS حکومت یا جو بھی اسے کہتے ہیں، اس حکومت کے لئے لڑرہے ہیں۔ یہ تمام مایوس اور بے چین افراد ہیں۔ 2008ء میں جو معاشی بحران آیا تھا تو اس میں بہت سے نوجوان مایوسیت کا شکار ہوگئے تھے۔ صرف یوکے میں ہی 2.6 ملین افراد اس بحران کے باعث بے روزگار ہوئے اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی لاکھوں افراد متاثر ہوئے۔ جو افراد یہاں سے متاثر ہوکر جارہے ہیں ان میں سے بڑی

تعداد ان افراد کی ہے جو ایشیائی ممالک سے آنے والے مہاجرین ہیں اور بدقسمتی سے یہ مسلمان بھی ہیں۔ تو مختصراً یہ بتاتا ہوں کہ ان افراد میں مایوسی تھی اور جب ان افراد کو ان تنظیموں کی جانب سے بڑی رقوم کے معاوضے کی پیشکش ہوئی تو وہ متأثر ہو گئے۔ تو یہ صرف مذہبی وجہ نہ تھی بلکہ معاشی وجہ بھی تھی۔ اگر انہیں یہاں نوکریاں دی جاتیں تو میرا خیال ہے کہ ان میں سے آدھے افراد یہاں رہ جاتے۔ یو کے میں jobs کا نظام کافی بہتر کیا گیا ہے لیکن اس سے سب سے کم فائدہ اٹھانے والے نوجوان ہیں۔ تو جب ان نوجوانوں کو بھاری رقوم کی پیشکش کی گئی تو یہ متاثر ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شخص کو ماہانہ چار سے چھ ہزار ڈالر دیے جاتے ہیں۔ میں پھر وہی بات دہراؤں گا کہ یہ فنڈز کہاں سے آ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ:

اب صورتحال تبدیل ہو گئی ہے۔ اب انٹرنیٹ کے ذریعہ افراد کو گھیرا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ شام، عراق جانے کی بجائے اپنے اپنے ممالک میں رہ کر ہی ہمارے ایجنڈے پر کام کرو۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگلا حملہ سائبر حملہ ہوگا۔

اب یہ ایک بہت بُرا چکر چل پڑا ہے، اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ صرف ایک ہی حل ہے کہ اس کو جڑوں سے ختم کیا جائے۔ ورنہ وہ جائیں یا نہ جائیں مغربی دنیا کے لئے وہ بہت بڑا خطرہ ہیں۔ اب سیریا سے مہاجرین آ رہے ہیں اور ISIS کے نمائندہ نے یہ بیان دیا ہے کہ ہر پچاس سیرین مہاجرین میں ایک ISIS کا اہم رکن ہوتا ہے۔ تو ایک اہم وجہ معاشی وجہ ہے۔ پھر یورپ کے مقامی باشندے بھی radicalize ہو رہے ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ افراد ایشین افراد سے زیادہ سفّاک ہیں۔ تو واحد راہ یہی ہے کہ ان کی فنڈنگ اور سپلائی کو ہر حال میں ختم کیا جائے۔

☆ **اس کے بعد Mr Harry Van Bommel جو کہ کمیٹی برائے امورِ خارجہ کے قائمقام چیئر مین ہونے کے ناطے اس پروگرام کی میزبانی کر رہے تھے، نے کہا کہ آخری سوال احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے حوالہ سے ہے۔ بہت سے ممالک میں ان پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور خاص کر مسلمان ممالک میں، جن میں پاکستان اور سعودی عرب سرِ فہرست ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان مظالم کے حوالہ سے ہمیں بطور یورپین پارلیمنٹیریز کے کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ آجکل ہر جگہ جمہوریت ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ محدود قسم کی جمہوریت یا جمہوریت کی تبدیل شدہ قسم ہے۔ اور یہ ممالک مغربی ممالک سے مدد لیتے ہیں۔ تو جہاں کہیں بھی آپ ظلم ختم کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کی حکومتوں سے رابطہ کریں۔ یہ نہیں ہے کہ صرف احمدیوں پر مظالم ہو رہے ہیں، بعض جگہوں پر عیسائیوں اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں پر بھی مظالم ہو رہے ہیں۔ تو ایک یہی راہ ہے کہ حکومتوں سے رابطہ کیا جائے اور انہیں کہا جائے کہ اپنے قوانین اس نہج پر بنائیں کہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے اور ہر فرد کو آزادیِ اظہار اور آزادیِ مذہب حاصل ہو۔ بعض ممالک ایسے ہیں جو قرآنِ کریم پڑھتے ہیں، لیکن قرآنِ کریم تو کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اگر دین میں جبر نہیں ہے تو پھر ظلم کیوں کئے جا رہے ہیں۔ تو ان پر اگر آپ دباؤ ڈالیں تو حل نکل سکتا ہے۔ یہ صرف احمدیوں کا مسئلہ نہیں ہے، دیگر بہت سے افراد کا مسئلہ ہے جن کے حقوق سلب کئے جاتے ہیں۔ ایسے سب افراد کی مدد کرنی چاہئے۔

☆ **اس کے بعد موصوف ممبر آف پارلیمنٹ Harry van Bommel نے پروگرام کے آخر میں کہا؛ آپ** کا بہت شکریہ۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے فارن افیئرز کی جانب سے بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہم سے خطاب کیا، اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مجھے علم ہے کہ ابھی آپ مزید چند دن تک ہالینڈ میں ہی ہیں۔ میں آپ کے مقصد میں کامیابی کے لئے نیک خواہشات رکھتا ہوں اور ہم ایک دن پھر آپ کو پارلیمنٹ میں دیکھنا چاہیں گے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا کہ آپ سب کا بھی بہت بہت شکریہ۔

تقریب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فارن افیئرز کمیٹی کے ممبران پارلیمنٹ کو تحائف عطا فرمائے۔

بعد ازاں ممبران پارلیمنٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی Mr. Harry Van Bommel نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پارلیمنٹ کی بعض عمارات کا تعارف کروایا۔ اس دوران بھی پارلیمنٹ کے بعض ممبران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصاویر بنواتے رہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کے بیرونی صحن میں تشریف لے آئے۔ پارلیمنٹ کی اس تقریب میں شرکت کرنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر ممالک سے آنے والے ممبران پارلیمنٹس اور دیگر حکام اور مہمانوں نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقاتیں کیں۔ سبھی حضور انور سے ملے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ سفقت ان سے گفتگو فرمائی۔ یہاں بھی ہر ایک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ اس دوران چیئر مین فارن افیئرز کمیٹی حضور انور کے ساتھ کھڑے رہے۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کی عمارت سے ملحقہ ہوٹل "Nieuws Poort" تشریف لے گئے جہاں بعض مہمانان کرام سے ملاقات اور بعد میں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام ممبران پارلیمنٹ اور مہمانوں کے لئے ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل تشریف لے آئے جہاں باری باری بعض مہمان آ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرتے رہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: **اسلامی نماز** از صفحہ 4

آگے مات ہوتی ہیں۔ اس مشاہدہ کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلامی عبادت صرف چند ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے اور اس میں روحانیت کی نسبت جسمانی ہیئتوں کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ علم النفس اس پر شاہد ہے اور تجربہ بتا رہا ہے کہ اسلامی عبادت کی ظاہری شکل صرف ایک برتن کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ اس کا مغز تو وہ پُر معارف مضامین ہیں جو اس میں دہرائے جاتے ہیں اور وہ پر شوکت دعائیں اور وہ پرسوز التجائیں ہیں جو اس میں کی جاتی ہیں۔

کیا خدا تعالیٰ بندوں کی عبادت کا محتاج ہے

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عبادت کا حکم دینے سے کیا فائدہ؟ کیا وہ بندوں کی عبادت کا محتاج ہے؟ تعظیم اور تکریم سے تو نادان انسان خوش ہُوا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی ذات کو تو اس سے ارفع ہونا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کا فائدہ یہ نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان بڑھتی ہے بلکہ عبادت کی غرض اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا اتّصال پیدا کرنا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نور کو اپنے اندر اخذ کر لے۔ اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صرف فکر انسان کے اندر وہ جذبہ نہیں پیدا کر سکتا جس سے وہ خدا تعالیٰ کی ذات میں اپنے آپ کو محو کرنے کی کوشش کرے ایسا جذبہ تو محبت کامل سے ہی پیدا ہو سکتا ہے اور محبتِ کامل محسن ہستی کے احسانوں کے کامل انکشاف سے پیدا ہوتی ہے اور نماز اس غرض کو پورا کرتی ہے۔ کیونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی حقیقی شان کو سامنے لانے کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی نماز مقرر کرنے کی حکمت

اگر کہو کہ جو انسان خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنا چاہے گا وہ خود ہی اپنے لئے اس کا موقع نکال لے گا اس کے لئے پانچ وقت کی نماز مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض قلّت تدبر سے پیدا ہوا ہے۔ انسانی طبیعت اس قسم کی ہے کہ اگر باقاعدگی سے اسے اس کے مقصد کی طرف توجہ نہ دلائی جائے تو وہ سستی کرنے لگتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے کمزور اور قوی سب کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ کمزور بھی قوی کے ساتھ مل کر ان مواقع کو پاتے رہیں جو ان کے دلوں کے اندر صفائی پیدا کریں اور قومی ایمان والوں کے دلوں سے نکلنے والی مخفی تاثیرات کو اپنے اندر جذب کر کے صفائی قلب پیدا کر سکیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز کا کیوں حکم دیا گیا ہے حالانکہ اس زمانہ میں مشاغل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اتنا وقت نمازوں کے لئے نکالنا مشکل ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر نماز کی غرض محبت الٰہی کی آگ بھڑکا کر اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے سہولت بہم پہنچانا ہے تو جس زمانہ میں مشاغل بڑھ جائیں اس زمانہ میں نماز کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ نہ کہ کم ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب مقصد کو بھلا دینے کے سامان کم ہوں گے اس وقت بار بار مقصد کی طرف توجہ دلانے کی اس قدر ضرورت نہ ہو گی جس قدر کہ اس وقت جب مقصد کو بھلا دینے کے سامان زیادہ ہوں۔ پس اگر اس زمانہ میں دنیوی مشاغل بڑھ گئے ہیں تو نماز کی ضرورت بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

اگر نماز صرف ایک اظہار عقیدہ کا ذریعہ ہوتا تب یہ اعتراض کچھ وزن بھی رکھتا مگر جیسا کہ بتایا گیا ہے نماز کی غرض صرف اقرارِ عبودیت نہیں بلکہ اس کی غرض تو انسانی نفس میں وہ استعداد پیدا کرنا ہے جس کی مدد سے وہ مادی دُنیا سے اُڑ کر روحانی عالم میں پہنچ سکے اور اس کا دماغ جسمانی خواہشات میں ہی الجھ کر نہ رہ جائے بلکہ اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (العنکبوت رکوع 5) یعنی نماز صرف عبودیت کا اقرار نہیں بلکہ قلب انسانی کو جلا دینے والی شے ہے اور اس کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچتا ہے اور اس کا وجود بنی نوع انسان کے لئے مفید بنتا ہے اور وہ ملّت و قوم کا ایک فائدہ بخش جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو عمل کہ یہ خوبیاں رکھتا ہو مادی اشغال کی کثرت کے زمانہ میں اس کی ضرورت کم نہیں ہوتی بلکہ بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں بدامنی اور شورش اور نفسا نفسی اور قوموں کی قوموں پر چڑھائی کا اصل سبب یہی ہے کہ لوگ سچی عبادت میں کوتاہی کرنے لگے ہیں ورنہ اگر صحیح عبادت کا طریق لوگوں میں رائج ہوتا تو اس دُنیا کو پیدا کرنے والے مہربان آقا سے اِتّصال کی وجہ سے بُغض اور نفرت کی جگہ محبت اور ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا۔"

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ جلد اوّل۔ زیر تفسیر سورۃ البقرہ آیت 4)

بقیہ: **خلافتِ حقّہ**...... از صفحہ 14

کی برائیاں بیان کرسکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منّت خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے۔ کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے۔ پس وہ اس سے ہٹتا اور اُسے دُور پھینک دیتا ہے۔

مَیں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مردِ غیورّ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وُہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی جوش اور غیرت اُلوہیت کا ہے۔ عبودیت اور دُعا خاص اسی ذات کے مدِّ مقابل ہیں۔ وہ پسند نہیں کرسکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے۔

توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے

پس خوب یاد رکھو! اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی کہو، کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے، اس وقت بے برکت اور بیسود ہوتی ہے جب اُس میں نیستی اور تذلّل کی رُوح اور حنیف دل نہ ہو۔

...... بے شک اصل اور سچ یونہی ہے جب تک انسان کامل توحید پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔ اور پھر میں اصل ذکر کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ **جب تک بُرے ارادے، ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں اَنانیت اور شیخی دُور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے، خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلّم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔**

مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ **اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری رُوح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔"**

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 101 تا 108۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا وآخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 19

خدائے واحد و یگانہ کی عبادت انسان کا بنیادی فریضہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے اسی پیغام کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ سورۃ النحل آیت 37 میں فرمایا: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ (النحل:37)۔ ترجمہ: اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں (کوئی نہ کوئی) رسول (یہ حکم دے کر) بھیجا ہے کہ (اے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کرو۔

چنانچہ قرآن مجید میں جا بجا ہم دیکھتے ہیں کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی پیغام پہنچایا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ سورۃ البیّنۃ میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ (البینۃ: 6) ترجمہ اور وہ کوئی حکم نہیں دیئے گئے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے ہمیشہ اس کی طرف جھکتے ہوئے اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والی تعلیمات کا دین ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ (الزمر:12) ترجمہ: تُو کہہ دے کہ مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے کروں۔

اور اس کے بعد آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہُ دِیْنِیْ (الزمر:15) تُو کہہ دے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں، اسی کے لئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی کی اس شان کے ساتھ تعمیل کی کہ خدا تعالیٰ نے اس کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ آپ کو یہ ہدایت فرمائی کہ دنیا کو بتادیں کہ مَیں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ یوں خالص عبادت کے قیام کے لئے آپ کی سنّت کو ایک نمونہ قرار دے دیا اور اب جو بھی چاہتا ہے کہ وہ اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ کی سنّت، آپؐ کے اسوۂ کی پیروی کرے۔

احادیث نبویہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کی کتب میں آپ کی عبادات کی تفصیلات موجود ہیں کہ آپ کس خشوع وخضوع کے ساتھ اور کسی قدر عاجزی وزاری کے ساتھ اور کس محبت وخلوص اور وفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی عبادات کا نقشہ کھینچا ہے اور اس کا بڑی محبت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے (مثال کے طور پر دیکھئے سوۃ المزمّل)۔ یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اس حکم الٰہی کی اطاعت کی وہ بے مثل و بے نظیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک نمونہ سے اور اپنے ارشادات کے ذریعہ اُمّت کی بھی رہنمائی فرمائی ہے اور عبادت کے طریق سکھلائے ہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کے ذکر اور شکر اور حقِّ عبادت کی توفیق کے لئے دعائیں کرنے کی تعلیم دی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپؐ کے اس اسوہ سے آگاہی حاصل کریں اور آپؐ کے ارشادات وتعلیمات سے پوری طرح باخبر ہوتے ہوئے ان کی روشنی میں سچے دل اور خلوص کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی سعی کریں۔ کیونکہ خالص عبادت کے بغیر محض رسمی عبادت یا رسمی نماز کسی کام کی نہیں۔ اور بجائے فائدہ کے اس سے الٹا زیادہ نقصان ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ارشادات میں اس پہلو پر بہت زور دیا ہے اور عبادت میں اخلاص اور احسان کو پیش نظر رکھنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی بارہا ہمیں نمازوں کے قیام اور سمجھ کر اور سنوار کر نمازیں پڑھنے کے لئے تاکیدی نصائح فرمائی ہیں۔ حال ہی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اکتوبر 2015ء میں بھی اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔

....

ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ سے ایک انتخاب پیش ہے جس سے فائدہ اٹھا کر ہم اپنی نمازوں کو سنوار سکتے ہیں۔

عبادت کے اُصول کا خلاصہ۔ اخلاص واحسان

❁......ایک شخص نے سوال کیا کہ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ جلّ شانہ کا کس طرح کا نقشہ پیش نظر ہونا چاہیے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’موٹی بات ہے۔ قرآن شریف میں لکھا ہے اُدْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (الاعراف:30) **اخلاص سے خدا تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے اور اس کے احسانوں کا بہت مطالعہ کرنا چاہئے۔ چاہئے کہ اخلاص ہو، احسان ہو۔ اور اس کی طرف ایسا رجوع ہو کہ بس وہی ایک رب اور حقیقی کارساز ہے۔**

عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہوجاوے اور اسی طرح عظمت اور اسی کی ربوبیت کا خیال رکھے۔ ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیۂ نفس ہوجاوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہوجاوے اور اسی کی محبت میں محو ہوجاوے اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے۔ اور یہ سارا سورۂ فاتحہ میں ہی آجاتا ہے۔ دیکھو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحۃ:5) میں اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور امداد کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت طلب کی گئی ہے اور پھر اس کے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور ان انعامات کو حاصل کرنے کے لئے درخواست کی گئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریقہ پر چلنے سے حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا اور اسی جہان میں ہی ان پر غضب نازل ہوا یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا مقصود سمجھ لیا اور راہ راست کو چھوڑ دیا۔ اور اصلی مقصد نماز کا تو دعا ہی ہے۔ اور اس غرض سے دعا کرنی چاہئے کہ **اخلاص پیدا ہو۔ اور خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو اور معصیت سے جو بہت بُری بلا ہے اور نامۂ اعمال کو سیاہ کرتی ہے طبعی نفرت ہو اور تزکیۂ نفس اور روح القدس کی تائید ہو۔ دنیا کی سب چیزوں جاہ وجلال، مال و دولت، عزت وعظمت سے خدا مقدّم ہو اور وہی سب سے عزیز اور پیارا ہو۔** اور اس کے سوائے جو شخص دوسرے قصّے کہانیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے جن کا کتاب اللہ میں ذکر تک نہیں وہ گرا ہوا ہے، محض جھوٹا ہے۔

نماز اصل میں ایک دعا ہے جو سکھائے ہوئے طریقہ سے مانگی جاتی ہے۔ یعنی کبھی کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ کبھی جھکنا اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے اور جو اصلیّت کو نہیں سمجھتا وہ پوست پر ہاتھ مارتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 335-334-۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

نماز کی اہمیت اور حقیقت

❁......اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ نماز کی حقیقت سیکھے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57)

غرض یاد رکھنا چاہئے کہ **نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہوجاتے ہیں اور سب بلائیں دُور ہوتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہوجاتا ہے اور آستانۂ احدیّت پر گر کر ایسا محو ہوجاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔**

اور پھر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی عن العالمین۔ ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لیے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجانا حقیقی بھلائی کا حاصل کر لینا ہے۔ ایسے شخص کی اگر تمام دنیا دشمن ہوجائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کر دیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یاد رکھو! یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ (الماعون:6-5) یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بےخبر ہوتے ہیں۔

نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔ مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 403-402۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

....

نماز کیا ہے؟

❁......نماز کی حکمت اور فلاسفی اور سچی وحقیقی نماز کی لذّت کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’**نماز کیا ہے؟ یہ ایک خاص دعا ہے۔** مگر لوگ اس کو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے، اس کے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دُعا، تسبیح اور تہلیل میں مصروف رہے، بلکہ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادات اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیے وہ مزا نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے عبادت میں لذّت وسرور رکھا ہے۔ اس کو تلاش کرنا چاہئے

دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں، جس میں لذت اور ایک خاص حظّ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو۔ جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزہ نہیں اُٹھا سکتا اور وہ اُسے تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے، اسی طرح **وہ لوگ جو عبادات الٰہی میں حظّ اور لذّت نہیں پاتے اُن کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے،** کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذّت نہ رکھی ہو۔ **اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس عبادت میں اُس کے لئے لذّت اور سُرور نہ ہو۔ لذّت اور سُرور تو ہے، مگر اُس سے حظّ اٹھانے والا بھی تو ہو۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) اب انسان جبکہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے، ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سُرور بھی درجۂ غایت کا رکھا ہو۔

اس بات کو ہم اپنے روزمرّہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا ہوتی ہیں، تو کیا اُن سے وُہ ایک لذّت اور حظّ نہیں پاتا؟ کیا اس ذائقہ، مزے اور احساس کے لئے اُس کے منہ میں زبان موجود نہیں؟ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھ کر نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا؟ کیا دل خوش کُن اور سُریلی آوازوں سے اس کے کان محظوظ نہیں ہوتے؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کے اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذّت نہیں۔...... **خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذّت اور سُرور ہے اور یہ لذت اور سُرور دُنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظِ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔** جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیح رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنّث وہ حظ نہیں پاسکتا۔ اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذّت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں **ٹھیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادتِ الٰہی سے لذّت نہیں پاسکتا۔**

عبودیّت اور ربوبیّت کے رشتہ کی حقیقت

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے۔ مَیں کہتا ہوں حقیقی ابدی اور لذّت مجسم جو جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ **ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے، تو طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منّتیں اور خوشامدیں کرتا ہے۔** روپیہ خرچ کرتا، دُکھ اُٹھاتا ہے کہ وُہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامرد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا اور اکثر موتیں اس قسم کی ہوجاتی ہیں۔ **مگر آہ! وہ مریض دل۔ وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جس کو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہوجاتی؟** دُنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔ مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وُہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا۔ کس قدر بے نصیب ہے! کیسا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پالیتا ہے۔ کیا ہوسکتا ہے کہ مُستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر تلاشِ حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں۔

قرآن کریم میں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے۔ اس میں بھی سِرّ اور بھید ہے۔ ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنی خدا تعالیٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے۔ بہر حال **عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنی جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے، اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے۔** اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید جوڑا ہوتا ہے، ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے۔ مرد اور جگہ خراب ہوتا ہے۔ صدہا قسم کی بیماریاں لے آتا ہے۔ آتشک سے مجذوم ہوکر دنیا میں ہی محروم ہوجاتا ہے۔ اور اگر اولاد ہو بھی جائے تو کئی پُشت تک یہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے۔ اور ادھر عورت بے حیائی کرتی پھرتی اور عزت وآبرُو کو ڈبو کر بھی سچی راحت حاصل نہیں کرسکتی۔ غرض اس جوڑے سے الگ ہوکر کس قدر بدنتائج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان روحانی جوڑے سے الگ ہوکر مجذوم اور مخذول ہوجاتا ہے۔ دُنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصائب کا نشانہ بنتا ہے۔ جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لئے حظ ہے۔ اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لئے حظ موجود ہے۔ صوفی کہتے ہیں جس کو یہ حظ نصیب ہوجاوے وہ دُنیا و مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑھ کر ترجیح رکھتا ہے۔ اگر ساری عمر میں ایک بار بھی اس کو معلوم ہوجائے، تو اس میں ہی فنا ہوجاوے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ **دُنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا اور اُن کی نمازیں صرف ٹکّریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتھ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہیں۔**

مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے، جب مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے نمازیں پڑھتے ہیں کہ وہ دُنیا میں معتبر اور قابلِ عزت سمجھے جاویں اور پھر اس نماز سے یہ بات ان کو حاصل ہوجاتی ہے، یعنی وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں۔ پھر اُن کو کیوں یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بیدل کی نماز کو یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔

نماز میں لذّت نہ آنے کی وجہ اور اُس کا علاج

غرض مَیں دیکھتا ہوں کہ **لوگ نمازوں میں غافل اور سُست اس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کو اس لذت اور سُرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ اس کی یہی ہے۔** پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سُستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سوپچاسواں حصہ بھی تو پوری مُستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتا۔ پھر سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟ اُن کو اس لذّت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی انہوں نے اس مزہ کو چکھا۔......کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذّن اذان دے دیتا ہے۔ پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے، گویا اُن کے دل دُکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابلِ رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں کہ ان کی دُکانیں دیکھو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبھی جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔

پس مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہئے کہ جس طرح پھلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں۔ نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھادے۔** کھایا ہؤا یاد رہتا ہے۔ دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سُرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت بہ اعتبار اس کے مجسّم ہوکر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اُٹھ کر سردی میں وضو کر کے خوابِ راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسائشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے، وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذّت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذّت کیونکر حاصل ہو۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سُرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے، یہانتک کہ اُس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ **نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہانتک کہ اُس کو سرور آجاوے۔** اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے۔ اسی طرح سے ذہن میں **اور ساری طاقتوں کا رُجحان نماز میں اُسی سُرور کا حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم ازکم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق وکرب کی مانند ہی ایک دُعا پیدا ہو کہ وہ لذّت حاصل ہو تو مَیں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذّت حاصل ہوجاوے گی۔**

پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیشِ نظر رہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) نیکیاں بدیوں کو زائل کردیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذّات کو دل میں رکھ کر دُعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے، وہ نصیب کرے۔

یہ جو فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود:115) یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ **بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔ وُہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکّریں مارتے ہیں۔ اُن کی رُوح مُردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔**

اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصّلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن وجمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دُور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اس میں موجود ہے۔ وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے۔

نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور رُوح وہ دُعا ہے جو ایک لذّت اور سُرور اپنے اندر رکھتی ہے۔

ارکان نماز کی حقیقت

ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے رُوبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آدابِ خدمت گاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمالِ آداب اور کمالِ تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔

یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کردیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔

اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) **صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے؟** اور جبتک لذت اور سُرور نہ آئے اُس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔ اور یہ اُس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہوکر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے، رُوح بھی بولے۔ اُس وقت ایک سُرور اور نور اور تسکین حاصل ہوجاتی ہے۔

مَیں اس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے۔ یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور اُن کی ساخت اور بناوٹ۔ پھر نُطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان، بُوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اُس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وُہ اس قابل ہوسکتا ہے کہ ربوبیت کے مدِّ مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔

غرض مدّعا یہ ہے کہ **نماز میں لذت اور سُرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدمِ محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضہ ہے نہ ڈال دے۔ اُس کا فیضان اور پرتو اس پر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہوجاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسویٰ اللہ سے اُسے انقطاعِ تام ہوجاتا ہے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اُس پر گرتی ہے۔ اس اتّصال کے وقت ان دو جوشوں سے، جو اُوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف عبودیت کا جوش ہوتا ہے، ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کا نام صلوٰۃ ہے۔**

پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیّئات کو بھسم کرجاتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار وخس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں، آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وُہ حالت ہے جب کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں نہیں اُس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے **اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔** پھر گناہ کا خیال اُسے کیونکر آسکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اُٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذت، ایسا سُرور حاصل ہوتا ہے کہ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اُسے کیونکر بیان کروں۔

اصلی معنوں میں نماز دُعا سے حاصل ہوتی ہے

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ **یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے، دُعا سے حاصل ہوتی ہے۔** غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے، کیونکہ یہ مرتبہ دُعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر خفیف ہوکر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اُسی سے نہ مانگے سچ سمجھو کہ وہ حقیقی طور پر سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی، سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح پر ایک بڑا انجن بہت سے کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت وسکون کو اُس انجن کی طاقتِ عظمیٰ کے ماتحت نہ کرلیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہوسکتا ہے اور اپنے آپ کو اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام:80) کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے مُنہ سے کہتا ہے، ویسے ہی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مُسلم ہے۔ وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے، وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اُس پر وُہ وقت آجانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔

ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک اور وجہ

ترکِ نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جُھکتا ہے تو رُوح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کردی جاویں اور اُس طرف جھک کر پرورش پالیں) ادھر ہی جھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہوکر اُسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے جیسے وہ شاخیں۔ پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دُور ہوتی جاتی ہے۔

پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دُوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے، تا کہ اوّلاً وہ ایک عادتِ راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آجاتا ہے جب کہ انقطاعِ کلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہوجاتا ہے۔

مَیں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں افسوس ہے کہ مجھے وُہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: **خطاب حضورانور** از صفحہ 20

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:
’’قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصنِ حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں‘‘۔
(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پس یہ بات ہمیشہ ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے۔ ایک بنیادی اصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ تقویٰ کا کس طرح پتا چلے؟ تو یاد رکھو تقویٰ بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتا ہے اور نیکی کرنے کی طرف تیزی سے دوڑنے کی توجہ دلاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اس کی رضا حاصل کرتے ہوئے نیکی کرنا اور بدی سے دُور ہونا تقویٰ ہے جس کے لئے خدا تعالیٰ نے بیشمار جگہ پر قرآن کریم میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے جن میں سے چند ایک باتیں اس وقت مَیں یہاں پیش کروں گا۔

ایک بہت بڑی برائی بدظنی ہے۔ اکثر اوقات کسی بات کو غلط رنگ میں سمجھنے یا واضح نہ ہونے کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر بعض دفعہ انسان اپنی ہی غلط سوچ کی وجہ سے دوسرے کے بارے میں بدظنی پیدا کر لیتا ہے۔ پھر یہ بدظنی اس طرح بعض دلوں میں راسخ ہو جاتی ہے کہ بڑی کوشش سے نکالنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو تو نکلتی ہے اور بڑی دعاؤں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر انسان خود کوشش نہ کرے اور خدا تعالیٰ سے مدد نہ مانگے، تقویٰ کو سامنے نہ رکھے تو ناممکن ہے کہ بدظنی دلوں سے نکلے اور یہ بدظنی پھر گھروں کے سکون برباد کرنے کا بھی باعث بنتی ہے اور معاشرے کی بے سکونی کا بھی باعث بنتی ہے اور یوں بدظنی کرنے والا انسان ایک کے بعد دوسرے گناہ میں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ بے شک ہم اعتقادی لحاظ سے جتنے مرضی مضبوط ہوں اگر عملی حالتوں میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں ہم مضبوط نہیں تو آہستہ آہستہ بالکل بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے۔

عموماً ہم نے دیکھا ہے کہ ایک برائی کی ٹوہ میں رہ کر پھر انسان دوسرے کی برائیاں تلاش کرنی شروع کر دیتا ہے۔ پھر ان برائیوں کا ذکر بڑے پُر اسرار رنگ میں دوسروں سے کرتا ہے اور پھر یہ قدم بدظنی سے آگے بڑھتا ہے اور غیبت شروع ہو جاتی ہے۔ اور غیبت کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی مکروہ فعل قرار دیا ہے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ۔ (الحجرات: 13) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسّس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہاں بدظنی، تجسّس اور غیبت کو بڑے گناہ قرار دیا ہے۔ لیکن انسان سمجھتا نہیں۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بعض باتیں ایسی کر جاتے ہیں جن کے متعلق خیال ہوتا ہے کہ یہ معمولی باتیں ہیں اور پھر ایسی پکی عادتیں پڑ جاتی ہیں کہ پھر ان عادتوں کے برے ہونے کا احساس بالکل ہی مٹ جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ:
’’بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتا نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے۔ مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔...... خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کارروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو، یہ سب بُرے کام ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 372-373۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر بدظنی کے بارے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:
’’خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنّی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع فرمایا ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’مَیں سچ کہتا ہوں کہ بدظنّی بہت ہی بُری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے‘‘۔ فرمایا ’’ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے۔ اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اُس بدظنّی کے پیچھے آنے والا ہے۔ اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ بہت خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے‘‘۔
(ملفوظات جلد 1 صفحہ 371-372۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں اس بات کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم بیشک ایک بدظنی سے تو بچے ہوئے ہیں جو نام نہاد علماء نے عامّۃ المسلمین کے اندر پیدا کی ہوئی ہے یا ان کے اپنے دلوں میں ہے کہ نعوذ باللہ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر یا بالا مقام دیتے ہیں۔ اوپر کا کیا سوال ہے، ہم تو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ کوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری پر نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں، آپؐ کی اِتباع میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی بھی عاجز بندے کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور اسی غلامی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس نے مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا ہے۔ اور جو اعتراض سب سے بڑا ہے وہ یہی ہے کہ نبی مانتے ہیں۔ اُن کا درجہ آپؐ کے اُمّتی نبی ہونے کا ہے۔ آپؐ کی غلامی میں نبوت حاصل کرنے کا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض نے تو بڑی بیباکی سے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے۔ نمازیں نہیں پڑھتے۔ روزے نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 371-372۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) بہت سارے لوگ جو احمدی ہوتے ہیں اپنے واقعات لکھتے ہیں۔ ان میں کئی جگہ یہ ذکر ہوتا ہے کہ ہمیں ہمارے علماء نے یہ بتایا ہوا تھا۔ عربوں میں سے بعض لوگوں نے اس کا اظہار کیا۔ اور یہ حقیقت ہے جیسا کہ میں نے کہا انہی غلط بیانیوں کی وجہ سے علماء نے مسلمانوں کے دل میں آج تک یہ بدظنیاں پیدا کی ہوئی ہیں کہ احمدی اپنے آپ کو نعوذ باللہ اسلام سے زیادہ بڑے کسی مذہب کو ماننے والا سمجھتے ہیں۔ اور جب لوگ ہماری مجالس میں آ کر اور ہماری باتیں سن کر اسلام کی خوبصورت تعلیم پر ہمیں کاربند دیکھتے ہیں تو اپنے نام نہاد اور فتنہ پرداز مولویوں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ پس اس بدظنی سے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا ہوا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے۔ لیکن ذاتی بدظنیاں جو ایک دوسرے کے بارے میں رکھی جاتی ہیں ان میں ہم میں سے بہت سے مبتلا ہیں اور تقویٰ یہ ہے کہ ان سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان سے بچنے کے لئے توبہ کرتے ہوئے جھکا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم یہ عملی تبدیلی کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت کا باعث بنائے گی اور معاشرے کو بھی حسین بنائے گی۔

پس یہ اصول ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ آپس میں صلح صفائی کو قائم رکھنے کے لئے، پیار اور محبت کو قائم کرنے کے لئے، آپس کے نیک جذبات اور پیار و محبت کو بڑھانے کے لئے ہمیشہ ایک دوسرے سے حسن ظن رکھیں بلکہ اس کو بڑھانے اور ہمیشہ جاری رکھنے کے لئے بھرپور کوشش کریں کیونکہ عموماً بے چینیوں، لڑائیوں، رنجشوں اور اختلافات کے بڑھنے میں سب سے زیادہ کردار بدظنی کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی یا بہت معمولی سی بات ہوتی ہے اور بدظنی اس کو اتنا بڑھا دیتی ہے کہ معمولی رنجشیں دشمنیوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ پس ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس برائی کے خلاف دیوار بن کر کھڑے ہونا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کی عیب جوئی سے بھی بچو۔ یہ مشہور حدیث ہم اکثر سنتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کے عیب کو دیکھ کر جو دوسری جگہ اس کا ذکر کرتا ہے وہ غیبت کرتا ہے یا یہ ذکر کرنا غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات، وہ برائی، وہ عیب اس شخص میں ہے ہی نہیں جس کا ذکر کیا جا رہا ہے تو پھر یہ سراسر بہتان ہے جو اور بھی بڑا گناہ ہے، جھوٹ ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب البرّ والصلة والآداب۔ باب تحریم الغیبة ۔ حدیث نمبر 6593)

پس اس بہتان اور جھوٹ سے بھی بچو کیونکہ یہ شرک بھی ہے۔ جھوٹ جو ہے وہ شرک کے برابر ہے۔ ایک حسین معاشرے کے قیام کے لئے اگر اس بنیادی چیز کا ہم خیال رکھنے والے بنیں گے تو اللہ تعالیٰ کے پیار کو بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور معاشرے میں حقیقی بھائی چارہ بھی قائم کرنے والے ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ مومنین کی جماعت سے چاہتا ہے کہ وہ آپس میں محبت اور پیار سے رہیں۔ بھائی بھائی بن کر رہیں۔ صلح جوئی اور امن سے رہیں۔ اور یہی تقویٰ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (الحجرات: 11) مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔

پس یہ وہ معاشرہ ہے جو اسلام کی پہچان ہے جس میں صلح صفائی اور بھائی چارے پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں بلاوجہ کی رنجشوں کا پیدا ہونا، اختلافات کا پیدا ہونا، ایک دوسرے کے خلاف الزامات قابل نفرت چیزیں ہیں۔ اگر افراد میں یا گروہوں میں یا خاندانوں میں اور برادریوں میں یہ چیز پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ ان کو ختم کروائے اور ان میں صلح صفائی کو پیدا کروائے۔

پس یہ بات ہر احمدی کو یاد رکھنی چاہئے کہ اگر من حیث الجماعت حقیقی طاقت حاصل کرنی ہے، اگر جماعت کو ترقی کی منازل کی طرف لے جانا ہے اور اس کا حصہ بننا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا تقویٰ حاصل کرنا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لینا ہے، اگر انفرادی طور پر بھی اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو آپس میں محبت اور پیار سے رہنے والے بھائیوں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

آج جب ہم مسلمان دنیا کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کے انحطاط اور تنزل اور ذلت و ادبار اور بے چینی اور ایک دوسرے کی الزام تراشی کی یہی وجہ ہے کہ نہ ہی مسلمان لیڈروں کو اور نہ ہی علماء کو یہ خیال ہے کہ ہم بجائے پھوٹ ڈلوانے کے، بجائے تفرقے کو مزید ہوا دینے کے صلح اور صفائی کروانے کی کوشش کریں۔ ہم احمدی ان کی ان حرکتوں کو ناپسندیدگی اور کراہت کی نظر سے تو دیکھتے ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جو ذاتی طور پر بھی اور برادری اور معاشرے کی سطح پر بھی یہ رنجشیں لئے ہوئے ہیں۔ جماعتی نظام صلح صفائی کروانے کی کوشش کرتا ہے لیکن پھر بھی بعض دفعہ بہت تکلیف دہ صورتحال سامنے آ جاتی ہے۔ پس ہم نے اگر ایک جماعت ہونے کا حقیقی فیض اٹھانا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنا ہے تو پھر ہر سطح پر ایک اکائی بننے کی ضرورت ہے اور یہی عملی خوبصورتی دوسروں کو بھی ہماری طرف متوجہ کرے گی۔ کسی کو اس بات سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ صرف مومن آپس میں صلح صفائی سے رہیں بلکہ مومنین کو یہ توجہ اس لئے دلائی گئی ہے کہ اگر اپنے معاشرے کو خوبصورت بناؤ گے تو تبلیغ کے دروازے خود بخود کھل جائیں گے۔

قرآن کریم میں بھی اور احادیث میں بھی عمومی طور پر تمام انسانوں سے حسن سلوک اور صلح صفائی سے رہنے کا حکم ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے ہر انسان جو امن سے رہنا چاہتا ہے محفوظ رہے۔ (سنن النسائی۔ کتاب الایمان وشرائعہ ۔ باب صفة المومن۔ حدیث نمبر 4995) پس اسلام کے امن اور صلح کے پیغام میں بڑی وسعت ہے۔ آپس کے تعلقات میں، مل جل کر رہنے میں اس تعلیم میں بڑی وسعت ہے لیکن پہلے مخاطب مسلمان ہیں۔ اگر خود ہمارے اپنے نمونے ہماری تعلیم کے مطابق نہیں تو ہم کسی کو کچھ کہنے کے بھی حق دار نہیں۔ پس آج اس جلسے کی برکت سے وہ لوگ جن کے درمیان رنجشیں ہیں آپس کے شکوے ختم کریں۔ جو شکوے بڑھ کر قطع کلامی تک پہنچے ہوئے ہیں اس کو ختم کریں، صلح صفائی کو قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے والے بنیں۔

پھر تقویٰ پر چلنے والوں، اللہ تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھنے والوں اور پھر کامیابیوں اور ترقیات کی خواہش رکھنے والوں اور ان کو پانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سچائی پر قائم رہنے اور سچ بولنے کی تلقین فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ (الاحزاب: 71۔72) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کرو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے ایک بڑی کامیابی کو پا لیا ہے۔

جھوٹ بہت سی بیماریوں کی جڑ ہے۔ اسلام اس بات کو سخت ناپسند کرتا ہے کہ ذرا سی بھی غلط بیانی سے کام لیا جائے۔ کجا یہ کہ انسان جھوٹ بولے۔ بلکہ غلط بیانی نہ کرنے

سے بھی بڑھ کر اسلام کہتا ہے کہ تم ایسی پیچ دار بات بھی نہ کرو جو کسی کو تمہارے بارے میں غلط رائے قائم کرنے والا بنا دے۔ پس جب اپنے معاملات لوگوں سے طے کرو تو سیدھے اور ہر طرح سے سچائی پر مبنی معاملات کرو۔ بہت سے جھگڑوں کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ جس سے معاملہ کیا جا رہا ہو وہ کچھ اور سمجھتا ہے اور جھگڑے کی صورت میں، جب بھی اگر کوئی جھگڑے کی صورت پیدا ہو تو معاملہ کرنے والا اپنی تشریح کسی اور رنگ میں کر رہا ہوتا ہے اور جب یہ معاملات عدالتوں میں چلے جائیں تو پھر وکیل اس پر مزید حاشیہ آرائی کر دیتے ہیں۔ ایسی پیچ دار بات بنا دیتے ہیں کہ اپیلوں اور مقدموں میں زندگی گزر جاتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ پیچ دار باتوں سے بچو۔ پھر نکاح کے خطبات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات رکھ کر لڑکے اور لڑکی اور ان کے خاندانوں کو بھی یہ توجہ دلائی ہے کہ یہ فریقین کا شادی کا دو بندھن جو قائم ہونے جا رہا ہے اس میں سچائی کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ یہی اعتماد کی بھی بنیاد ہے اور یہ تقویٰ کی بھی بنیاد ہے۔ اور پھر اس کے فوائد بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے کہ لغو اور پیچ دار باتوں سے جب تم بچو گے تو کیا فائدہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ پس اگر تقویٰ نہیں تو پھر اعمال کی اصلاح بھی نہیں ہو گی، غلطیوں کی سزا بھی ملے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اگر نافرمانی ہو تو معاف کر دیتا ہے“۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 424) اگر نافرمانی ہو جائے، غلطی ہو جائے تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ نافرمانی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پھر انسان یہ کہتے ہوئے کہ میرے میں تقویٰ ہے بڑے گناہ کرتا پھرے۔ تقویٰ ہے تو گناہ تو ہو ہی نہیں سکتے۔ اس کا مطلب ہے کہ بھول چوک نہ ہو جائے۔ تقویٰ ہے تو پھر تو انسان گناہ کے قریب بھی نہیں جاتا۔ نافرمانی یہ ہے کہ بشری کمزوری کی وجہ سے جو غلطیاں ہوتی ہیں خدا تعالیٰ انہیں معاف کر دیتا ہے۔ اگر دونوں فریق تقویٰ اور سچائی سے کام لے رہے ہوں تو ایک دوسرے کی چھوٹی موٹی غلطیوں سے خود بھی صرف نظر کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ پر چلنے کی صحیح رنگ میں رہنمائی اور قول سدید کی حقیقت ایک مومن پر اس وقت کھلتی ہے جب وہ قرآن کریم کو اپنا رہنما اور لائحہ عمل بنائے۔ پس اس کے لئے قرآن کریم پر غور اور اس پر عمل کی حتی المقدور کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے اور جب تک یہ نہ ہو گا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا فعل اور قانون جو فلاح کے بارے میں جاری ہونا ہے، جو اعمال کی درستگی کے بارے میں جاری ہونا ہے، جو گناہوں کی بخشش کے بارے میں جاری ہونا ہے وہ نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بشری کمزوریوں کو اس وقت ڈھانپتا ہے جب تقویٰ سے کام لیا جا رہا ہو اور قول سدید کا اظہار ہو رہا ہو۔ پس اس اہم بات کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ آیت کا جو اگلا حصہ ہے اس کے الفاظ نے اس مضمون کو مزید کھول دیا ہے کہ کامیابیاں اسے ہی ملتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اطاعت اس وقت ہو سکتی ہے جب احکام کا علم ہو۔ پس احکام کی تلاش بھی کرنی چاہئے۔ اگر رشتوں کے وقت اور اپنے گھریلو معاملات میں اور معاشرے کے معاملات میں انسان اس بات کو سمجھ کر اس کا اظہار شروع کر دے تو جہاں اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کو درست کر رہا ہو گا وہاں ہمیں احکامات کے علم ہونے کی وجہ سے ہر موقع پر رہنمائی بھی مل رہی ہو گی۔ ہماری غلطیوں کی بخشش کے سامان بھی ہو رہے ہوں گے اور پھر اس کا وسیع اثر ہماری ذات یا دو فریقین سے نکل کر خاندان اور معاشرے پر بھی ہو رہا ہو گا۔

پھر اللہ تعالیٰ متقی معاشرہ قائم کرنے کے لئے اور اگلی نسلوں میں بھی تقویٰ جاری رکھنے کے لئے ہمیں دعا سکھاتا ہے۔ فرمایا وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) کہ اے وہ لوگو جو یہ کہتے ہو کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

پس ایک متقی انسان کا اپنے آپ کو متقی بنا لینا کافی نہیں یا یہ دعویٰ کر دینا کافی نہیں کہ میں متقی ہوں یا خود تقویٰ پر چلنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں متقیوں کا امام بنائے۔ امام سربراہ اور رہنما کو بھی کہتے ہیں اور قابل تقلید نمونے کو بھی کہتے ہیں۔ پس بیویوں کے لئے، اپنے زیر اثر لوگوں کے لئے، اپنے دوستوں کے لئے، اپنی اولاد کے لئے، متقیوں کے لئے ایک نمونہ بننے کی یہ دعا ہے۔ یہ بڑی وسیع دعا ہے اور یہ کہ ان سب سے ہمیں آنکھوں کا نور عطا ہو، سکون عطا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ”وہ آنکھوں کا نور ہوں جو دل کے سرور کا نشان ہے اور دعا مانگتے ہیں کہ ہم سچے فرمانبرداروں کے لئے آئندہ کے لئے نمونہ ہوں“۔ (حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 254) سچے فرمانبرداروں کے لئے نمونہ ہوں یعنی جو لوگ پہلے ہی فرمانبرداری اختیار کئے ہوئے ہیں تقویٰ پر چلنے والے ہیں ان کے لئے بھی نمونہ بننے والے ہوں۔ پس جب ہر ایک متقی دوسرے متقی کے لئے نمونہ بن رہا ہو گا تو جو معاشرہ، ایک خوبصورت معاشرہ پیدا ہو گا اس کا انسان تصور کر سکتا ہے کہ کتنا حسین ہو گا۔ پس اس دعا میں بڑی وسعت ہے اور یہ نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے کی دعا ہے۔ ذرا تصور کریں کہ اگر ہر ایک یہ دعا مانگ رہا ہو اور اس دعا کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے یہ دعا مانگ رہا ہو تو کیسا خوبصورت معاشرہ قائم ہو گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا انسان جب امام بننے کی دعا کرتا ہے تو اپنے علم و عمل میں بھی بڑھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر فرد کی یہ کوشش جہاں اس شخص کی روحانی حالت کو بڑھا رہی ہو گی وہاں جماعتی ترقی کی نئی منزلیں بھی طے ہو رہی ہوں گی۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں زوال نہیں آ رہا ہو گا بلکہ ترقی ہو رہی ہو گی۔ آجکل کے معاشرے میں جہاں دنیا کے حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے انسان جب متقی بننے اور متقیوں کا امام بننے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بھی ہو گا۔ ہم نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اور یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم نے نہ صرف تقویٰ پر چلنے بلکہ تقویٰ پر چلنے والوں کے لئے نمونہ بننے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اپنی اولاد کی تربیت کر رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق میں اپنے نمونے قائم نہیں کر رہے تو پھر اس دعا سے ہم فیض نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ پھر عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور یہ بھی تقویٰ پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے۔ اس بارے میں فرماتا ہے۔ بَلٰی مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰی فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ (آل عمران: 77) ہاں کیوں نہیں جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرنے والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی مقبول ہے جو اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ عہدوں کو پورا کرنا تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صرف عہدوں اور امانتوں کے حق ادا کرنے کی ہی ہمیں تلقین نہیں کی بلکہ فرمایا کہ یہ تقویٰ کے معیاروں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس بہت سے معاشرے کے مسائل اس لئے جنم لیتے ہیں کہ انسان اپنی باتوں اور اپنے عہد سے پھر جاتا ہے۔ ایک احمدی کو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اس لئے یہ دین کا تقاضا ہے کہ ہم ہر عہد جو کسی واضح قرآنی حکم کے خلاف نہیں ہے اسے پورا کرنے والا بنیں کیونکہ یہ ضروری ہے۔ تو جہاں ہم نے اپنے دینی عہد نبھانے ہیں وہاں دنیاوی معاملات کے عہد بھی نبھانے ہیں۔ عہدوں کو نبھانا بھی دین ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں عہدوں کی پابندی کی طرف توجہ دلائی تو یہ نہیں فرمایا کہ دینی عہدوں کو نبھانا ضروری ہے اور دنیاوی عہدوں کو، غیر قوموں کے ساتھ عہدوں کو نہ نبھاؤ۔ یہ بدعہدی کرنا دنیا داروں کا شیوہ تو ہے ایک مومن کا نہیں، تقویٰ پر چلنے والے کا نہیں۔ جیسا کہ آجکل بعض بڑی قوتیں غریب قوموں سے معاہدے کرتی ہیں اور وقت آنے پر بعض توجیہیں پیش کرنے لگ جاتی ہیں یا معاہدے میں کوئی ایسی پیچ دار بات رکھ لی جاتی ہے جس سے بعد میں اپنے مفادات حاصل ہو سکیں۔ قول سدید نہیں ہوتا۔ پس یہ ان لوگوں کا شیوہ تو ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جو کہتا ہے کہ قول سدید بھی کرو کہ یہ تقویٰ ہے۔ اور عہد بھی پورے کرو کہ یہ تقویٰ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہد کر کے پھر بدعہدی کرنا نفاق کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الایمان۔ باب علامة المنافق۔ حدیث نمبر 33) اور انسان کو یہ منافق بناتی ہے۔ پس ہمیں بڑی باریکی میں جا کر اپنے ہر عہد کو نبھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

قرآن کریم نے ہمیں بہت سے احکامات دیئے ہیں۔ کچھ اوامر ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے کچھ نواہی ہیں جن سے بچنے کا حکم ہے۔ پس ان کی تلاش کی ضرورت ہے ایمان لانے کے بعد اس میں ترقی کی ضرورت ہے۔ شرائط بیعت میں ہم نے یہ بھی عہد کیا ہوا ہے کہ قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کروں گا۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)۔ پس اس کی تلاش کی ضرورت ہے اور یہی وہ راستہ ہے جس کی ہمیں تلاش کی ضرورت ہے اور یہ احکامات ہی ہمارے لائحہ عمل ہیں اور ہونے چاہئیں۔

پس کچھ باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ ان کے معیاروں کو بلند کرنے والے ہوں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے معاملات کو سنوار کر ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں۔ اگر ہم صرف یہاں تقریریں سن کر اور نعرے لگا کر چلے گئے تو یہ جلسہ اور اس کا اتنا وسیع انتظام جیسا کہ جمعہ پر بھی میں نے کہا تھا بے فائدہ اور فضول ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ ان دنوں میں دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں اور تمام حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دیں اور اس کے بارے میں سوچیں کہ یہ کس طرح بہترین رنگ میں ادا ہو سکتے ہیں اور اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بھی بلند کرنے کی کوشش کریں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں اور اپنی جماعت کو کس طرح دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

”اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو“۔ (یعنی خدا تعالیٰ کے لئے) ”اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکہ دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں“۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی تقویٰ عطا فرمائے اور ہم اس جماعت کا نمونہ پیش کرنے والے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنانا چاہتے تھے۔ جلسے کے ان دنوں میں ہم حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر شر سے بچائے اور یہ جلسہ بے شمار برکتوں کا حامل ہو۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر176)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ ستمبر 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اسیران کی رہائی کے سامان فرمائے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

احمدی نوجوان باعزّت بری

گوجرانوالہ، 15/ اگست 2015ء: 27/ جولائی 2014ء کے روز یہاں اینٹی احمدیہ شرّ پسند عناصر نے ایک جھوٹی اور بے بنیاد بات کا سہارا لیتے ہوئے عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف انگیخت کیا جس کے نتیجہ میں ایک ہجوم اکٹھا ہوا اور احمدیوں کے خلاف مظاہرے اور پھر وہاں موجود نہتّے احمدیوں کے مکانوں پر بلوہ ہوگیا۔ پولیس کی موجودگی میں ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ان کے مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ ان واقعات کے نتیجہ میں تین احمدی، ایک خاتون اور ان کی دو پوتیاں جامِ شہادت نوش کر گئی تھیں۔ اس واقعہ کے بعد احمدی جنہیں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے مکانوں سے ہجرت کرنا پڑی، انہیں کافی عرصہ تک اپنے مکانوں میں واپس آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کو اگرچہ ایف آئی آر میں نامزد بھی کیا گیا تھا لیکن پھر بھی ان کے خلاف مہینوں تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ دوسری جانب الٹا ایک احمدی نوجوان عاقب سلیم کے خلاف دفعہ 295-A، 324 اور 8/11W انسدادِ دہشت گردی ایکٹ کے تحت 28/ جولائی کو ہی گستاخئ رسول کا جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ درج کر دیا گیا۔ پولیس نے 'ملاّں' کی 'رضا' حاصل کرنے کے لئے چند روز بعد 6/ اگست کو انہیں گرفتار بھی کر لیا۔

اگرچہ عاقب سلیم اپنے پر لگائے جانے والے الزامات میں قطعی طور پر معصوم تھے اور ان کے خلاف لگائے جانے والے الزامات کبھی بھی ثابت نہیں کیے جا سکے اس کے باوجود ان کی ضمانت کی درخواست بدستور ایک سال سے مسترد کی جاتی رہی۔

مورخہ 02/ تا 08/ اکتوبر 2015ء کے شمارہ کے صفحہ نمبر 16 کالم نمبر 2 پر شائع ہونے والی رپورٹ میں عاقب سلیم کے بارہ میں غلطی سے یہ لکھا گیا ہے کہ 15/ اگست 2015ء کے روز بھی ایک جج چوہدری امتیاز احمد نے ان کی ضمانت کی درخواست مسترد کی ہے۔ جبکہ درست بات یہ ہے کہ معزز جج چوہدری امتیاز احمد نے عاقب سلیم پر لگائے جانے والے تمام الزامات کو بے بنیاد جانتے ہوئے انہیں باعزت بری قرار دے دیا ہے۔ الحمد للہ۔ رہائی کے بعد موصوف اب گھر پہنچ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز کے تمام احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین

ایک سیاسی پارٹی کے رہنما کا بیان

مردان، 7/ستمبر 2015ء: پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے شہر مردان میں مخالفینِ احمدیت نے ایک ختمِ نبوت کانفرنس کی۔ یہ کانفرنس 7/ ستمبر کے روز آئینِ پاکستان کی دوسری ترمیم کی یادگار میں رکھی گئی تھی۔ یاد رہے 1974ء میں کی گئی اس ترمیم کے مطابق احمدیوں کو 'غیر مسلم' قرار دیا گیا تھا۔ صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ کا سپیکر اسد قیصر بھی اس جلسہ میں شامل ہوا۔

اس کانفرنس سے متعلق ''روزنامہ مشرق'' پشاور نے اپنی 9/ستمبر 2015ء کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع کی:

''جلد ختم نبوت کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے گا، اسد قیصر

عاشقان رسولؐ قادیانیوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیں گے، ختم نبوت کے انکاری اسلام سے خارج ہیں

مردان (بیورو رپورٹ) خیبر پختونخواہ اسمبلی کے سپیکر اسد قیصر نے کہا ہے کہ بہت جلد صوبائی حکومت ختم نبوّت کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنایا جائے گا۔ وہ عالمی تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کے پانچویں کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ عاشقان رسولؐ قادیانیوں کے تمام سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے آئین کے تحت ختم نبوت سے انکار کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کانفرنس میں ضلع ناظم حمایت اللہ مایار، نائب تحصیل ناظم مشتاق سیماب، سابق ایم این اے مولانا محمد قاسم، سابق ڈپٹی اسپیکر اکرام اللہ شاہد، مرکزی تنظیم تاجران کے صدر احسان اللہ باچا، سینئر نائب صدر حاجی رحمت گل اور ارشد منان نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر ضلعی ناظم نے اعلان کیا کہ اگلے سال کانفرنس کے موقع پر ضلع بھر میں عام تعطیل ہوگی۔''

اس کانفرنس میں تقاریر کرنے والے دیگر مقررین نے عوام الناس کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارنے کے لئے کوئی کسر باقی نہ رہنے دی۔ اگلے روز اخبارات میں ملاّؤں کی جانب سے اسد قیصر کے اس بیان کی پرزور تائید پر مبنی بیانات شائع کیے گئے۔

کچھ روز بعد اسی مناسبت سے صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ میں مولوی فضل غفور نے ایک ریزولیشن پیش کی جو کہ بغیر کسی مخالفت کے منظور کر لی گئی۔ ملاّں نے اس ریزولیشن کی بھی پر زور حمایت کی اور اس قرار داد پر عملدرآمد کروانے پر زور دیا۔

احمدیہ مسجد غیر احمدیوں کے سپرد

گولیکی، ضلع گجرات؛ 17/ستمبر 2015: گجرات کے دیہی علاقہ گولیکی میں واقع جماعتِ احمدیہ کی مسجد ایک عرصہ سے احمدیوں کے زیرِ انتظام تھی۔ پرانے وقتوں میں جبکہ فرقہ واریت کا جنّ ابھی مقید تھا بسا اوقات غیر احمدی لوگ بھی اسی مسجد میں آکر نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ لیکن پاکستان کے مطلق العنان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں آرڈیننس نمبر 20 کے اجراء کے بعد حالات میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہوگئی اور فرقہ واریت کا زہر آہستہ آہستہ عوام میں سرایت کرنے لگا۔

1990ء کی دہائی میں ملاّں منظور چنیوٹی نے موضع گولیکی کے متعدد دورے کیے اور اخراج از نظامِ جماعت کی سزا پانے والے ایک سابق احمدی کو وہاں کے چند غیر احمدی مخالفین کے ساتھ ملا کر اس مسجد پر عدالت میں دعویٰ کرنے پر قائل کر لیا۔ اس شخص نے گاؤں کے پُرامن باشندوں کو مذہب کے نام پر بلیک میل کر کے یہ کام کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ انہوں نے مجسٹریٹ کی عدالت میں جا کر اس مسجد پر دعویٰ دائر کر دیا جس پر اس کے حکم پر مسجد کو سربمہر کر دیا گیا۔ یہ واقعہ 1997ء میں ہوا جس کے بعد اس گاؤں میں واقع احمدیوں کی واحد مسجد میں ان سے نماز پڑھنے کی سہولت کو چھین لیا گیا۔

احمدیوں کو بھی اپنے دفاع کے لئے عدالت کا رخ کرنا پڑا۔ یہ کیس عرصہ دراز تک چلتا رہا۔ پندرہ سال کے بعد عدالت عالیہ نے اس مسجد کی ملکیت کا فیصلہ احمدیوں کے حق میں دے دیا۔

اس پر پولیس درمیان میں پڑی اور اس نے اس بنا پر کہ اگر عدالت کے اس فیصلہ پر عملدرآمد کروا دیا گیا تو علاقہ میں امنِ عامہ کی صورتحال ابتر ہو سکتی ہے احمدیوں کو اس مسجد کا قبضہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ وہ اپنے افسرانِ بالا سے ہدایت لینے کے بعد عدالتی حکمنامہ پر عملدرآمد کروائیں گے۔

اس اثناء میں مخالفین نے عدالت کے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ تین سال کے بعد سینئر سول جج نے اس اپیل کا فیصلہ غیر احمدیوں کے حق میں سنا دیا۔ چنانچہ یہ لوگ ایک جلوس کی صورت میں پولیس والوں کو ساتھ لے کر اس مسجد آئے، اس کا تالہ توڑا، مسجد میں داخل ہوئے اور لگے توڑ پھوڑ کرنے۔ اس موقع پر پولیس وہیں موجود تھی۔

اس پر جماعت احمدیہ کے نمائندگان نے پولیس کے افسرانِ بالا کے ساتھ گجرات رابطہ کیا اور ان سے کہا کہ ابھی تک عدالت نے مسجد کی سِیل کھولنے کا تو کوئی حکمنامہ جاری نہیں کیا اس کے باوجود یہ سب پولیس کی موجودگی میں کیسے کرنے دیا گیا؟ احمدی اس فیصلہ کے خلاف اپیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر ان کا جواب یہ تھا کہ ملاّں کے جلوس نکالنے کے بعد امن عامہ کو قائم کرنا زیادہ ضروری تھا۔ بعد ازاں پولیس نے افسرانِ بالا کے احکامات کے مطابق اس وقت تک کے لئے مسجد کو دوبارہ سربمہر کر دیا جب تک اس کے بارہ میں عدالتِ عالیہ سے حتمی فیصلہ نہیں آجاتا۔ اب مسجد دوبارہ سِیل شدہ حالت میں موجود ہے۔

پاکستان میں صورتحال کچھ اس طرح ہے کہ ملاّں ایک ہجوم کو ساتھ ملا کر غیر منصفانہ قوانین کو اپنی مرضی کے مطابق لاگو کروانے کے لئے زبردستی کرواتا ہے۔ اور پھر اگر خلافِ آئین و قانون ان اقدامات کو باضابطہ طور پر چیلنج کرنے کی کوشش کی جائے تو ان میں احتجاج اور غم و غصہ کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ دوسری جانب پولیس امنِ عامہ کی صورتحال کا بہانہ کر کے گویا ملاّں کی سائڈ لینے کے لئے تیار کھڑی ہوتی ہے۔ عدالت میں جائیں تو منصف کہ جسے اسلامی نقطۂ نگاہ سے انتہائی طور پر غیر جانبدار ہونا چاہیے وہ بھی ان ملاّؤں کی خواہشات کی تکمیل کرنے میں ممدّ و معاون نظر آتے ہیں۔ اس سب کا نتیجہ احمدیوں کو تکالیف پہنچانے اور ان کے جائز اور قانونی حقوق سلب کرنے کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ سب انتظامیہ کے تعاون کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

مُلاّں کی اشتعال انگیزیاں

پاکستان میں شدّت پسندی کی جانب بڑھتے ہوئے رجحان کے سدِ باب کے لئے حکومتی مشینری کم از کم بیانات کی حد تک اقدامات کرنے کی کوشش کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ لیکن ملاّں کو جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر جھوٹ اور افترا پر مبنی اشتعال انگیز بیانات دینے اور انہیں شائع کرنے پر کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی جاتی۔ حتیٰ کہ جلسے جلوسوں پر عوام کو انگیخت کرنے کے لئے تقاریر کی جاتی ہیں اور من وعن بعض ٹی وی چینلز پر انہیں نشر بھی کر دیا جاتا ہے۔ ذیل میں ملاّں کے ایسے ہی کچھ جھوٹے اور ناپاک الزامات پر مشتمل بیانات درج کئے جاتے ہیں۔

❖ روزنامہ پاکستان لاہور کی 16/ستمبر کی اشاعت میں درج ذیل بیان شائع کیا گیا:

''قادیانی جماعت احمدیہ کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دیا جائے، شبیر احمد عثمانی

قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمنی کے واقعات اب کسی ڈھکے چھپے نہیں رہے

چناب نگر (نامہ نگار) انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی نے حکومت پاکستان، چیف جسٹس آف پاکستان اور ایجنسیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی جماعت احمدیہ کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دیا جائے کیونکہ قادیانی جماعت نہ تو کوئی مذہبی تنظیم ہے اور نہ ہی ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق ہے، انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ فی الفور قادیانی جماعت احمدیہ پر پابندی لگا کر کالعدم اور غیر قانونی قرار دیا جائے اور مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، انہوں نے کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں اور سامراجی قوتوں کے ایجنٹ ہیں قادیانی کوئی مذہبی تنظیم یا سیاسی تنظیم نہیں بلکہ اسلام و مسلمانوں کے مابین تفرقہ پیدا کرنے کی غرض سے عیسائیوں اور یہودیوں نے سازش کر کے اس کی بنیاد رکھی جس کے آلۂ کار بن کر قادیانی اسلام و پاکستان کے خلاف اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام کرنے کی کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی اسلام و ملک دشمنی کے واقعات اب کسی ڈھکے چھپے نہیں قادیانی سامراجی قوتوں کے اشاروں پر ملک عزیز پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے اور اپنی پراسرار تبلیغی سرگرمیوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر کے قادیانیت کی طرف راغب کرنے کے لئے مسلسل مکروہ سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔''

❖ روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنی 17/ستمبر کی اشاعت میں درج ذیل بیان شائع کیا:

''قادیانیت فرقہ نہیں فتنہ ہے، جو اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوّث ہے: عبداللطیف خالد

ٹوبہ ٹیک سنگھ (نامہ نگار) مجلس احرارِ پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ 7/ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے لاہور و قادیانی مرزائیوں کو جو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ کیا تھا، یہ فیصلہ 1973ء کے تاریخی آئین سے بھی زیادہ متفق علیہ ہے، کیونکہ 1973ء کے آئین کی منظوری کے وقت ایک رکن اسمبلی نے اختلاف کرتے ہوئے اس پر دستخط نہیں کیے تھے۔ قادیانی قادیانیت فرقہ نہیں بلکہ فتنہ ہے، جو اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے، بلوچستان میں علیحدگی پسند تحریک کو قادیانی سپورٹ کر رہے ہیں۔''

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

لیکن ہمیں ان کی بڑی پرواہ ہے

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سابق طلباء کی برطانیہ میں قائم ایسوسی ایشن کے آئن لائن ماہنامہ ’’المنار‘‘ مئی 2011ء میں محترم چوہدری محمد علی صاحب کا بیان کردہ ایک واقعہ شامل اشاعت ہے جس سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی جرأت اور فراست پر روشنی پڑتی ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد والٹن لاہور میں یونیورسٹی آفیسرز ٹریننگ کور کا پہلا کیمپ تھا۔ پنجاب کے تمام کالجوں سے اساتذہ اور طلباء شامل تھے جنہیں فوجی رینک ملے ہوئے تھے۔ ایک افسر بسا اوقات انگریزی زبان میں فحش گالیاں دیا کرتا تھا۔ اگر ارادتاً نہیں تو عادتاً ضرور ایسا کرتا تھا۔ جب کمانڈر انچیف (جو ایک انگریز افسر تھے) آنے والے تھے تو نہ جانے کیسی گالی اُس افسر نے دی کہ طلباء بے قابو ہوگئے اور فیصلہ کرلیا کہ کمانڈر انچیف کی آمد اور تقسیم انعامات کے موقع پر اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے رہیں گے۔ مَیں نے اس صورتحال کی اطلاع حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو بھجوائی لیکن پیغام رساں کیمپ سے باہر جاتے ہوئے گرفتار ہوگیا اور حضرت صاحبزادہ صاحبؒ کو اس صورتحال کا علم نہ ہوسکا۔ جب رات تک ہمیں کوئی جواب نہ ملا تو مَیں نے ازخود دوسرے لوگوں کو بتایا کہ ہم سٹرائیک کرنے کو جائز نہیں سمجھتے اور یہ اپیل بھی کی کہ پاکستان کا یہ پہلا کیمپ ہے اور انگریز کمانڈر انچیف کیا کہیں گے۔ چنانچہ پاکستان کی غیرت دکھاتے ہوئے طلباء نے اپنا ارادہ بدل دیا اور پھر تمام رات صفائی وغیرہ کرتے رہے اور اگلے دن تقریب کی کارروائی میں شریک ہوئے۔

لیکن جب کمانڈر انچیف کے استقبال کے لئے لوگ جمع تھے تو اُس افسر نے پھر گالی دیدی۔ اتنے میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ بھی وہاں تشریف لے آئے تو آپؒ کو بھی ساری بات بتائی گئی۔ اس پر حضورؒ نے اس افسر سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ وہ افسر بولے کہ مجھے اِن کی کیا پرواہ ہے؟ پہلے تو حضورؒ خاموش رہے لیکن جب تیسری مرتبہ بھی انہوں نے یہی فقرہ دہرایا تو حضورؒ نے بڑے جلال سے بلند آواز میں فرمایا کہ آپ کو پرواہ نہیں لیکن ہمیں ان کی بڑی پرواہ ہے۔ یہ قوم کے بچے ہیں، ہم ان کو اس قسم کے اخلاق سیکھنے کے لئے یہاں نہیں بھیجتے۔

پھر حضورؒ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ابھی اپنے کالج کی پلٹن سے کہو کہ واپس چلیں اور آئندہ سے یونیورسٹی آفیسرز ٹریننگ کور سے اپنا الحاق ختم کردیا جائے۔ جب حضورؒ یہ فرما کر واپس اپنی کار کی طرف تشریف لے جانے لگے تو کچھ لوگوں نے حضور کا راستہ روک لیا اور کچھ افسروں نے اس افسر کو ڈانٹا اور اس نے بڑی لجاجت سے حضورؒ سے معافی مانگی۔

اُس وقت میرے ساتھ کھڑے ہوئے ایک معزّز غیراز جماعت دوست نے فرطِ جذبات میں خوشی سے میرا ہاتھ دبایا اور وہ یہ بھی کہے جا رہے تھے کہ میاں صاحب کو ایسے لوگوں کی کیا پرواہ ہے۔ محکمہ تعلیم کے ایک بہت بڑے افسر کہنے لگے کہ میاں صاحب نے سب کی عزت رکھ لی۔

اس واقعہ کا عجیب تر حصہ یہ ہے کہ کیمپ کے خاتمے پر جب بھی کوئی ٹرک روانہ ہوتا تو اس میں بیٹھنے والے ’’مرزا ناصر احمد زندہ باد‘‘ اور ’’پرنسپل ٹی آئی کالج زندہ باد‘‘ کے نعرے ضرور لگاتے۔

مکرم حبیب اللہ خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 جون 2011ء میں مکرمہ م۔ جاوید صاحبہ نے ایک مضمون میں اپنے والد محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ کے بیٹے مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے تجویز فرمایا تھا۔ پھر آپ کے والد صاحب نے دس برس کی عمر میں آپ کو قادیان بھجوا دیا جہاں سے آپ نے میٹرک کیا۔ پھر اسلامیہ کالج لاہور سے B.Sc تک تعلیم حاصل کی اور M.Sc. علی گڑھ سے 1931ء میں کی۔ پھر حیدرآباد دکن کے مدرسہ عالیہ میں سائنس ٹیچر کے طور پر ملازمت کرلی۔ اس مدرسہ میں افسروں اور جاگیرداروں کے بچے پڑھتے تھے۔ سولہ سال وہاں گزارنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ملا کہ تعلیم الاسلام کالج لاہور میں B.Sc. کی کلاسز شروع ہوگئی ہیں سٹاف کی ضرورت ہے، آپ بھی رپورٹ کریں۔

انہی دنوں میں تقسیم ہند ہوگئی۔ ذرائع آمدورفت مسدود ہوگئے۔ اتفاقاً حیدرآباد میں ایک کیپٹن سے آپ کی ملاقات ہوئی اور لاہور جانے کے بارہ میں ذکر ہوا تو انہوں نے آپ کو بطور فوجی بحری جہاز میں کراچی تک بطور بیرہ لے جانے کی حامی بھرلی۔ چنانچہ آپ فوجی دستہ کے ہمراہ کراچی سے ہوتے ہوئے آخرکار لاہور پہنچ گئے اور یہاں تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف میں شامل ہوگئے۔

لاہور کے ایام میں آپ ڈھائی تین میل روزانہ سائیکل پر کالج جاتے۔ اکثر طالب علموں کو کالج ٹائم کے بعد بھی وقت دیتے۔ تنخواہ معمولی تھی اور نو بچوں کے ساتھ گزارا بڑا مشکل۔ گھر کیا تھا ایک کمرہ کچن اور مختصر سا صحن اور وہ بھی اوپر والی منزل پر۔ برسات میں پانی سیدھا کمرہ میں آجاتا اگر رات ہوتی تو اور بھی دقّت پیش آتی کیونکہ گھر میں واحد چارپائی اور تین صندوق۔ رات اس پر بیٹھ کر گزارنی پڑتی۔ چھوٹے ہونے کے باوجود وہ نقشہ ابھی تک یاد ہے۔ والدین کا صبح صبح اٹھ کر نماز قرآن سے فارغ ہوکر لکڑیوں کے چولہے پر ناشتہ تیار کرنا۔ سکول کے لئے تیار کرکے زینے سے نیچے تک چھوڑ کر آنا۔ رات کو لالٹین کے گرد سب بچوں کو پڑھانا۔

آپ بڑے صابر اور بہت ہمت والے انسان تھے۔ تنگی و خوشحالی، غمی و خوشی ہر دَور سے گزرے اور اس کو معمول کا حصہ سمجھا۔ ایک دن ہمیں گندم ابال کر کھانی پڑی۔ اگلے روز امی نے بتایا کہ آج تو کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ کہنے لگے جانتا ہوں لیکن کیا کروں دست سوال کرنا طبیعت پر بار معلوم دیتا ہے۔ پھر کچھ توقف کے بعد سائیکل پکڑی اور باہر نکل گئے۔ جاتے ہوئے امی جان سے کہا تم بھی دعا کرو کہ اللہ بہتر بندوبست کرے۔ آپ بتاتے کہ راستہ میں کسی نے پیچھے سے آواز دی تو آپ سائیکل سے اترے۔ ایک نوجوان لڑکے نے ٹیوشن پڑھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اُسے کالج کے بعد آنے کو کہا تو اُس نے جیب سے کچھ رقم نکال کر دی۔ آپ نے کہا کہ ابھی تو پڑھانا شروع نہیں کیا۔ جب پڑھاؤں تب ہی لوں گا۔ لیکن وہ بصد اصرار آپ کے ہاتھ میں رقم تھما گیا۔ آپ نے گھر کے لئے سودا خریدا اور گھر آکر خدا کا یہ احسان بتایا۔

جب کالج ربوہ شفٹ ہوا تو آپ بھی ربوہ چلے آئے۔ یہاں پر چھوٹا سا گھر بنانے کی توفیق ملی۔ آپ شعبہ کیمسٹری کے پروفیسر تھے۔ نصرت گرلز کالج میں جب سائنس کا شعبہ قائم ہوا تو وہاں پر بھی خدمات انجام دیں۔ آپ ناظم امتحانات بھی رہے ہیں۔ بڑی دیانتداری سے پرچے چیک کرتے بلکہ اکثر اوقات ہمیں کہتے کہ ذرا تم بھی دوبارہ سے چیک کراؤ کہیں غلطی تو نہیں ہوگئی۔ مبادا کسی کی سال بھر کی محنت رائیگاں نہ جائے۔ اکثر دوسرے شہروں سے طلباء اپنے والدین کے ساتھ یا پھر اکیلے ہی آتے کہ اگر نمبر میں کمی ہو تو پوری کروالیں گے۔ لیکن آپ اصول کے بہت پابند تھے۔ کہتے تھے جتنی محنت وہ اس بات کے معلوم کروانے میں کرتے ہیں کہ فلاں پرچہ کس کے پاس گیا ہے اتنی محنت پڑھائی میں کرتے تو یوں خواری نہ اٹھانی پڑتی۔

آپ کو باغبانی کا بہت شوق تھا اور گھر کے ایک حصہ میں باغیچہ بنایا ہوا تھا۔

آپ سیکرٹری مجلس کارپرداز اور نائب ناظر مال کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ مجلس انصاراللہ میں قائد تعلیم اور قائد وقف جدید بھی رہے۔ ایک عظیم الشان سعادت بھی ملی کہ حضرت مصلح موعودؓ نے میسور میں ہونے والے ایک مباہلہ میں آپ کو نمائندہ مقرر فرمایا۔ آپ کی تصانیف میں ’’تاریخ انصاراللہ جلد اول‘‘، ’’انصاراللہ کا بنیادی نصاب‘‘ اور ’’کلام گوہر‘‘ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے سائنسی مضامین میں ’’سمندر کے عجائبات‘‘ اور ’’خلاء کی تسخیر‘‘ شامل ہیں۔

آپ جلسہ سالانہ پر ناظم مکانات بھی تھے اور اپنی ڈیوٹی بڑی جانفشانی سے سرانجام دیتے۔ گھر میں ٹھہرنے والے مہمانوں کی بھی بھرپور خدمت کرتے۔ جلسہ کے دنوں میں آپ کا بستر باورچی خانہ میں ہوتا۔ عام دنوں میں بھی آپ رات کا اکثر حصہ نماز پڑھتے دعاؤں میں گزارتے۔

آپ کو کئی مرتبہ اعتکاف میں بیٹھنے کا موقع بھی ملا۔ روزے بڑی باقاعدگی سے رکھتے رہے بلکہ شوال کے روزے بھی رکھتے تھے۔ یہ سلسلہ ان کا وفات سے دو تین سال پہلے تک چلا۔ جمعہ کی نماز میں بھی صحت قائم رہنے تک بڑی باقاعدگی تھی۔ آپ مستحق ہے تو اس کی یوں امداد کرتے کہ دوسرے کو خبر بھی نہ ہوتی۔ آپ صاف گو، نہایت سادہ مزاج مخلص فدائی احمدی تھے، ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے۔

آپ نے تقریباً نوے سال عمر میں 13 جنوری 1997ء کو وفات پائی۔ آپ موصی تھے چنانچہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

مکرم چودھری محمد اشرف صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 جون 2011ء میں شائع ہونے والے مکرم رانا مبارک احمد صاحب کے مضمون میں محترم چودھری محمد اشرف صاحب کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے سیکرٹری اصلاح و ارشاد کے طور پر طویل عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔ لوگوں کو نماز کے لئے مسجد لانے کی ذمہ داری نہایت ذوق وشوق سے بجالاتے۔ اسی طرح ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ قرآن کریم کے پڑھنے کی طرف بار بار احباب جماعت کو توجہ دلواتے۔

آپ مارچ 1917ء میں گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں حضرت چودھری محمد منیر احمد صاحبؓ ابن حضرت چودھری غلام رسول صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ خاندانی پیشہ زمینداری تھا۔ نہایت باوقار وضع دار گھرانہ تھا۔ آپ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے وقت فوج کے پوسٹ آفس ڈویژن میں بھرتی ہوئے۔ جنگ کے بعد انڈیا میں متعیّن ہوگئے۔ پاکستان بنا تو فوج کی ملازمت چھوڑ کر پاکستان میں محکمہ جنگلات میں ملازم ہوگئے اور پھر اسی محکمہ سے ریٹائر ہوگئے۔

مرحوم بےشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ نڈر، دانشمند، متقی، پرہیزگار، مخلوق خدا سے بےحد محبت کرنے والے باہمت، بلند حوصلہ بہادر انسان تھے۔ کبھی کسی سے مرعوب نہ ہوتے۔ آپ کسی نہ کسی طریقے سے احمدیت کی تبلیغ کا موقعہ پیدا کرلیتے تھے۔ کوئی منفی بات یا منفی رویہ بالکل برداشت نہ کرتے۔ دعوت الی اللہ ہی آپ کا مشغلہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی نظموں کے اشعار گنگناتے رہتے۔

آپ ہر چھوٹے بڑے سے اس قدر محبت سے ملتے کہ گمان ہوتا کہ شاید یہ کوئی ان کا اپنا بچہ ہے۔ کھانا کھانے یا چائے پینے کے لئے اصرار کرتے۔ عمر میں مجھ سے بیس سال بڑے تھے لیکن صدر حلقہ سمجھ کر اس طرح اطاعت کرتے جیسے مجھ سے بہت چھوٹے ہوں۔ گزشتہ پانچ سال سے گردے کام کرنا چھوڑ گئے تھے لیکن کبھی اپنی تکلیف کا اظہار نہیں کیا ہمیشہ شکرگزار بندہ بن کر وقت گزارا۔

برطانیہ، امریکہ اور جرمنی کے سالانہ جلسوں میں شامل ہوتے۔ آپ کے کل 8 بچے تھے جن میں سے بڑی بیٹی کی وفات ہوگئی۔ آپ کے تین بیٹے امریکہ میں مقیم تھے اس لئے 1992ء میں آپ بھی پاکستان سے امریکہ مستقل طور پر چلے گئے۔ آپ نے 17 فروری 2010ء کو امریکہ میں وفات پائی۔ وہیں تدفین ہوئی۔ آپ موصی تھے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک نظم ’’یہ سائبان‘‘ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ایک تھی گمنام بستی ، ہے انوکھا یہ نشاں
گونجتی ہے ساری دنیا میں صدائے قادیاں
اس کے کوچے میں مسیحائے زماں کے نقش پا
آسماں سے ہے زمیں پر دیکھ اُتری کہکشاں
نُور میں ڈوبا ہوا ماحول تا حدِ نظر
غیرممکن ہے بُھلا دے جس نے دیکھا یہ سماں
تشنہ روحوں کے لئے جاری ہے چشمہ فیض کا
آؤ محرومو! کبھی آ کر تو دیکھو تم یہاں
امنِ عالم کی ضمانت ہے، یہی بنیاد بھی
ہے نظامِ نَو کا حامل دوستو! یہ سائباں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 30, 2015 – November 05, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 30, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Quran: Lesson no. 29.
01:20 Inauguration Of Tahir Mosque: Recorded on February 11, 2012.
01:45 Masih Hindustan Main: Programme no. 12.
02:15 Spanish Service: Programme no. 07.
02:50 Pushto Muzakarah: Programme no. 111.
03:25 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah verses 120 – 127. Class no. 14, recorded on September 27, 1994.
04:30 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 191.
06:00 Tilawat: Surah An-Nahl, verses 80-88 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'good morals'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 30.
06:50 Inauguration Of Baitul Wahid: Recorded on February 24, 2012.
07:35 Aadab-e-Zindagi
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on October 24, 2015.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 68.
11:30 Tilawat: Surah Ibraheem, verses 9-23.
11:45 Dars-e-Malfoozat
11:55 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondhane
15:35 Aadab-e-Zindagi [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Inauguration Of Baitul Wahid [R]
19:15 Dars-e-Malfoozat [R]
19:30 Attractions Of Canada
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday October 31, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
00:55 Dars-e-Malfoozat
01:20 Inauguration Of Baitul Wahid
02:10 Friday Sermon: Recorded on October 30, 2015.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 192.
06:00 Tilawat: Surah An-Nahl, verses 89-96 with Urdu translation.
06:10 In His Own Words
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:10 Jalsa Salana UK Address: Rec. July 26, 2009.
08:35 International Jama'at News
09:05 Story Time: Programme no. 43.
09:05 Question And Answer Session: Recorded on September 04, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Surah Ibraheem, verses 24-42.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Tehrik-e-Jadid
15:25 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana UK Address [R]
19:50 Faith Matters: Programme no. 182.
20:45 International Jama'at News
21:20 Rah-e-Huda [R]
22:50 Story Time: Programme no. 43.
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday November 01, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:30 In His Own Words
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana UK Address
02:55 Story Time
02:55 Friday Sermon: Recorded on October 30, 2015.
04:05 Tehrik-e-Jadid
04:25 Spotlight
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 193.
06:05 Tilawat: Surah An-Nahl, verses 97-107 with Urdu translation.
06:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 30.
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 31, 2013 in New Zeeland.
07:35 Faith Matters: Programme no. 181.
08:50 Question And Answer Session [R]
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 11, 2014.
12:15 Tilawat: Surah Ibraheem, verses 34-53.
12:30 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:40 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:15 Shotter Shondhane
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
15:50 Ashab-e-Ahmad
16:25 Attractions Of Canada
17:00 Kids Time: Programme no. 25.
17:35 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00 Attractions Of Canada [R]
19:35 Beacon Of Truth
20:50 Philosophy Of The Teachings Of Islam: Programme no. 01.
21:15 Ashab-e-Ahmad
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Question And Answer Session [R]

Monday November 02, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00 Yassarnal Quran
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau
02:10 Philosophy Of The Teachings Of Islam
02:35 Ashab-e-Ahmad
03:10 Friday Sermon: Recorded on October 30, 2015.
04:20 Attractions Of Canada
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 194.
06:00 Tilawat: Surah An-Nahl, verses 108-117 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:10 Inauguration Of Baitul Aman Mosque: Recorded on March 4, 2012.
08:05 International Jama'at News
08:40 Islam Between Freedom And Expression
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 08, 1997.
10:15 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on June 05, 2015.
11:25 Taqareer
12:05 Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 1-26.
12:15 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'Salutation'.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on December 11, 2009.
14:10 Bangla Shomprochar
15:25 Taqareer
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on October 31, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Inauguration Of Baitul Aman Mosque [R]
19:30 Somali Service: Programme no. 23.
20:00 Islam Between Freedom And Expression [R]
20:30 Rah-e-Huda [R]
22:05 Friday Sermon [R]
23:20 Taqareer [R]

Tuesday November 03, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars-e-Malfoozat
00:40 Al-Tarteel
01:10 Inauguration Of Baitul Aman Mosque
02:10 Kids Time: Programme no. 25.
02:50 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:15 Friday Sermon: Recorded on December 11, 2009.
04:20 Medical Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 195.
06:00 Tilawat: Surah An-Nahl, verses 118-129 with Urdu translation.
06:15 In His Own Words: Programme no. 20.
06:45 Yassarnal Quran: Lesson no. 31.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 31, 2013 in New Zeeland.
07:30 Pakistan In Perspective: Programme no. 04.
08:05 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 20.
08:25 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on October 30, 2015.
12:10 Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 27-61.
12:20 In His Own Words [R]
12:50 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 181.
14:00 Bangla Shromprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 13.
15:30 Aao Urdu Seekhain [R]
15:55 Sidq Se Meri Taraf Aao: Programme no. 01.
16:45 Pakistan In Perspective [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
18:55 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 37.
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on October 30, 2015.
20:25 Aao Urdu Seekhain
20:45 Australian Service
21:15 Pakistan In Perspective
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday November 04, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat & In His Own Words
01:00 Yassarnal Quran
01:15 Question And Answer Session
01:40 Pakistan In Perspective
02:25 Aao Urdu Seekhain
03:00 Story Time: Programme no. 43.
03:30 Noor-e-Mustafwi
03:45 Australian Service
04:20 Sidq Se Meri Taraf Aao: Programme no. 01.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 196.
06:00 Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 1-9 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:00 Jalsa Salana Germany Address [R]
09:00 Question And Answer Session: Recorded on September 4, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on October 30, 2015.
12:10 Tilawat: Surah Al-Hijr, verses 62-100.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on December 04, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 76.
15:40 Kids Time: Programme no. 25.
16:15 Faith Matters: Programme no. 180.
17:15 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Germany Address [R]
19:55 French Service: Programme no. 27.
21:00 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:30 Kids Time [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 05, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat
01:00 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Germany Address
03:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:50 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 197.
06:05 Tilawat: Surah Banee Israa'eel, verses 10-19 with Urdu translation.
06:15 Yassarnal Quran: Lesson no. 31.
06:30 Inauguration Of Baitul Atta Mosque: Recorded on March 17, 2012.
07:40 Beacon Of Truth: Rec. November 01, 2015.
08:45 Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Baqarah verses 128 – 140. Class no. 15, Recorded on November 02, 1994.
09:50 Indonesian Service
10:50 Japanese Service: Programme no. 13.
11:50 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:25 Yassarnal Quran [R]
12:50 Beacon Of Truth [R]
13:55 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on October 30, 2015.
15:00 Aao Urdu Seekhain
15:15 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
16:00 Persian Service: Programme no. 01.
16:35 Tarjamatul Quran Class [R]
17:40 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-Ul-Mubashir
20:35 Faith Matters: Programme no. 180.
21:20 Tarjamatul Quran Class [R]
22:30 Masih Hindustan Main: Programme no. 13.
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 Friday 30 October , 2015 Issue No. 44

ہماری دینی مجالس اور جلسوں کے انعقاد اس لئے ہوتے ہیں اور ہم یہاں آج اس لئے جمع ہیں کہ مختلف پروگراموں اور تقریروں سے اپنی عملی اور اخلاقی حالتوں کو درست کریں اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں تا کہ دنیا کی حقیقی رنگ میں رہنمائی کر سکیں۔

تقویٰ کو اختیار کرنے ، بدظنی ، تجسّس ، غیبت ، عیب جوئی ، بہتان طرازی اور جھوٹ جیسی برائیوں سے بچنے اور آپس میں صلح ، صفائی ، پیار اور محبت کو بڑھانے کی تاکیدی نصائح

یہ بات ہر احمدی کو یاد رکھنی چاہئے کہ اگر من حیث الجماعت حقیقی طاقت حاصل کرنی ہے ، اگر جماعت کو ترقی کی منازل کی طرف لے جانا ہے اور اس کا حصہ بننا ہے ، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا تقویٰ حاصل کرنا ہے ، اگر اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لینا ہے ، اگر انفرادی طور پر بھی اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو آپس میں محبت اور پیار سے رہنے والے بھائیوں کی طرح رہنا ضروری ہے۔

ہم نے اگر ایک جماعت ہونے کا حقیقی فیض اٹھانا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنا ہے تو پھر ہر سطح پر ایک اکائی بننے کی ضرورت ہے اور یہی عملی خوبصورتی دوسروں کو بھی ہماری طرف متوجہ کرے گی۔

آج اس جلسے کی برکت سے وہ لوگ جن کے درمیان رنجشیں ہیں آپس کے شکوے ختم کریں۔ جو شکوے بڑھ کر قطع کلامی تک پہنچے ہوئے ہیں اس کو ختم کریں۔ صلح صفائی کو قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرنے والے بنیں۔

تقویٰ پر چلنے کی صحیح رنگ میں رہنمائی اور قولِ سدید کی حقیقت ایک مومن پر اس وقت کھلتی ہے جب وہ قرآن کریم کو اپنا رہنما اور لائحہ عمل بنائے۔ پس اس کے لئے قرآن کریم پر غور اور اس پر عمل کی حتی المقدور کوشش کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ کامیابیاں اسے ہی ملتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اطاعت اس وقت ہو سکتی ہے جب احکام کا علم ہو۔ پس احکام کی تلاش بھی کرنی چاہئے

ایک متقی انسان کا اپنے آپ کو متقی بنالینا کافی نہیں یا یہ دعویٰ کر دینا کافی نہیں کہ میں متقی ہوں یا خود تقویٰ پر چلنا ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں متقیوں کا امام بنائے۔

بہت سے معاشرے کے مسائل اس لئے جنم لیتے ہیں کہ انسان اپنی باتوں اور اپنے عہد سے پھر جاتا ہے۔ ایک احمدی کو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اس لئے یہ دین کا تقاضا ہے کہ ہم ہر عہد جو کسی واضح قرآنی حکم کے خلاف نہیں ہے اسے پورا کرنے والا بنیں کیونکہ یہ ضروری ہے۔ تو جہاں ہم نے اپنے دینی عہد نبھانے ہیں وہاں دنیاوی معاملات کے عہد بھی نبھانے ہیں۔

جماعت احمدیہ یوکے کے 49ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 21 اگست 2015ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں افتتاحی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اس لئے بھیجا کہ تا اسلام کی بھولی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں اور تقویٰ جو مومن کی بنیاد اور نشانی ہے اسے دوبارہ دلوں میں بٹھائیں اور ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے دلوں میں یہ راسخ کریں کہ تقویٰ کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور صرف علمی اور اعتقادی لحاظ سے ہی ایمان نہ ہو بلکہ عملی حالتیں بھی بہتر ہوں۔

چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

”خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملے سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں“۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 251)

پس آجکل ہم یہی دیکھتے ہیں کہ غیر مسلموں میں فلسفیت اور دہریت کا زور ہے تو مسلمانوں کی عملی حالتوں اور کمزوریوں نے دین کے نام پر نئی نئی بدعات پیدا کر دی ہیں اور دین کی تعلیم میں اتنا بگاڑ پیدا کر دیا ہے کہ دنیا اسلام کی خوبصورت تعلیم سے خوفزدہ ہے۔ جماعت احمدیہ جب اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا کو بتاتی ہے ان کے سامنے پیش کرتی ہے تو لوگ حیران ہوتے ہیں کہ کیا یہ حقیقت میں اسلام کی تعلیم ہے؟ بعض جگہ تو میرے سامنے لوگوں نے برملا کہا کہ اگر یہی حقیقی اسلام ہے جو تم بتاتے ہو تو دنیا مذہب کی طرف دوبارہ لوٹے گی اور اس اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار بھی ہو گی جو تم پیش کرتے ہو۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ علمی اور ایمانی تبدیلی کے ساتھ تقویٰ پر قائم کرتے ہوئے عملی اور اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے بھی آئے ہیں اور ہم جو آپ کو ماننے والے ہیں یا آپ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا ہو گا اور سمجھنا ہو گا کہ تقویٰ پر قائم ہوتے ہوئے اپنے عملی اور اخلاقی معیاروں کو ہم نے کہاں تک پہنچانا ہے۔ اگر اس طرف ہم نے توجہ نہ دی تو آہستہ آہستہ ہم بھی اسی بہاؤ میں اور انہی گراوٹوں میں بہہ سکتے ہیں جس میں دنیا آج بہہ رہی ہے۔ انہی گراوٹوں میں گر سکتے ہیں جن میں دنیا آج گر رہی ہے۔

پس ہماری دینی مجالس اور جلسوں کے یہ انعقاد اس لئے ہوتے ہیں اور آج ہم یہاں اس لئے جمع ہیں کہ مختلف پروگراموں اور تقریروں سے اپنی عملی اور اخلاقی حالتوں کو درست کریں اور اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں تا کہ دنیا کی حقیقی رنگ میں رہنمائی کر سکیں۔ پس اس لحاظ سے مَیں اس وقت کچھ باتوں کا ذکر کروں گا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں حکم فرمایا ہے۔ قرآنی احکامات بیان کرنے سے پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کروں گا۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں